

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

ذکرِ مُصطفیٰ ﷺ

مجددِ دوراں غوثِ زماں مفتی سوادِ اعظم رئیسِ المحققین امام المتکلمین
تاجدارِ اہلسنت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص و تحشیہ

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ پورہ - حیدرآباد - اے پی)

﴿بہ نگاہ کرم مجدد دوران، غوثِ زمان، مفتی سوادِ اعظم، تاجدارِ اہلسنت، امام المسلمین
مفسرِ اعظم حضورِ شیخ الاسلام رئیسِ محققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی﴾

نام کتاب : ذکرِ مُصطفیٰ ﷺ

خطبہ : تاجدارِ اہلسنت حضورِ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ
تلفیص و تحشیہ : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

نوٹ : کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے ﴿☆☆☆☆﴾ ملیں

سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح و اضافت ہے

تصحیح و نظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد (دکن)

اشاعت اول : جنوری ۲۰۰۶ تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت : 20 روپیئے

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصانیف

روحانی وظائف : مجرب قرآنی وظائف اور دُعاؤں کا روحانی خزانہ..... زندگی کے اہم ترین

مسائل اور پریشانیوں کا حل..... جاہل اور نیونچوڑ عالموں سے نجات..... جسمانی و روحانی امراض کا توڑ
دُعاؤں کی قبولیت مقاصد میں کامیابی اور حصول فیوض کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

استعارہ (مشکلات سے چھٹکارہ) 'آیات حفاظت' 'آیات رزق' قرض سے چھٹکارہ، 'ظہرِ بد کا توڑ'
قوتِ حافظہ اور امتحان میں کامیابی 'میاں پیوی کے جھگڑوں کا توڑ' ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج
نورانی راتیں (نمازیں اور دُعا کیں) 'شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج' 'آیات شفاء' جادو کا
قرآنی علاج' 'قصیدہ غوثیہ' شیطانی وسوساں کا قرآنی علاج' فضائل و برکات الاحول و لا توہ' فاتحہ سے علاج

حقیقتِ توحید : اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کو قرآن و حدیث اور علماء اُمت کے

ارشادات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ دلائلِ توحید، توحید اور شفاعت، شانِ کبریائی اور منصب
رسالت، ربوبیت عامہ اور خاصہ صفاتِ الہی، عقیدہ توحید اور جشنِ میلاد النبی ﷺ، عبادت اور تعظیم
عبادت اور استغاثت وحدت و توحید، بشریت و عبدیت، مصطفیٰ ﷺ..... اس کتاب کے موضوعات ہیں

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۴	سب سے افضل و اعلیٰ	۵	ذکرِ مصطفیٰ ﷺ
۲۶	سارے جہانوں میں ذکرِ رسول کی بلندی	۵	اختلاف کی ابتداء
۲۷	اب تیرا نام بھی آئے گا	۶	علم و فہم والے بھی ٹکراتے ہیں
	میرے نام کے ساتھ	۸	شیطان نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟
۲۹	عہدِ یثاق اور ذکرِ رسول	۸	انگوٹھوں کا چومنا
۳۲	آپ بلندی نہیں بلکہ بلندیوں کے مالک ہیں	۹	نو مصطفیٰ ﷺ
	رفعتِ ذکر کی بعض صورتیں	۱۰	شرک و کفر ہمیشہ شرک و کفر رہتا ہے
۳۷	اے محبوب تیرے ذکر کے بغیر	۱۰	تکبر کفر سے اشد ہے
	میرا ذکر ایمان نہیں بنتا	۱۱	شیطان کے معنی
۳۹	اے محبوب تیرے ذکر کو میں اپنا ذکر قرار دیتا ہوں	۱۱	جنات و شیاطین کا انکار کفر ہے
	ذکرِ مصطفیٰ کی عظمت	۱۳	ایمان اور ادب
۴۰	حضور ﷺ کا ذکر کہاں نہیں؟	۱۳	گستاخِ رسول، توبہ کی توفیق سے محروم
۴۱	حضور ﷺ رفیع الدرجات ہیں	۱۶	شیطان کا رونا
۴۴	رفعتِ ذکر کا ایک نظارہ	۱۶	حضور ﷺ کی بشریت
		۱۹	حزب اللہ اور حزب الشیاطین
		۲۰	حضور ﷺ کی عظمتیں اور رفعتیں
		۲۳	رفعتِ مطلقہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَلِّ عَلَيَّ نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَيَّ شَفِيعِنَا صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ
مَنْ عَلَيْنَا رَبُّنَا إِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا أَيْدَهُ بِأَيْدِهِ أَيْدِنَا بِأَحْمَدًا
اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور اچھے سے ہماری مدد فرمائی
أَرْسَلَهُ مُبَشِّرًا أَرْسَلَهُ مُمَجِّدًا صَلُّوا عَلَيْهِ دَائِمًا صَلُّوا عَلَيْهِ سَرْمَدًا
اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلَيَّ نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

آئیے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ نام ہوا ولیاء کے ساتھ، حشر ہوا انبیاء کے ساتھ
شغل وہ ہو کہ شغل میں کر دے ہمیں خدا کے ساتھ پڑھئے درود جھوم کر سید خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلَيَّ نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سید پکارے تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور صحت اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہ)

سلطان جہاں محبوب خدا تری شان وشوکت کیا کہنا
ہر شے پہ لکھا ہے نام تیرا، تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا
ظہور حق جان کی جان تم ہو
عیاں سب میں خدا کی شان تم ہو

ملک اختر بر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

حقیقتِ توحید : اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کو قرآن و حدیث اور علماء اُمت کے
ارشادات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ دلائل توحید توحید اور شفاعت، شانِ کبریائی اور منصب
رسالت، ربوبیت عامہ اور خاصہ صفات الہی، عقیدہ توحید اور روشن میلاد النبی ﷺ، عبادت اور تعظیم، عبادت
اور استعانت، وحدت و توحید، بشریت و عبدیت مصطفیٰ ﷺ..... اس کتاب کے موضوعات ہیں

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ پورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

ذکرِ مُصطفیٰ ﷺ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من كان نبياً وأدم بين الماء والطين وعلى آله واصحابه اجمعين . أما بعدُ فقد قال الله تعالى ﴿ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴾ (الانشراح) اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

صرف اتنا ہی نہیں کہ غم سے رہائی مل جائے وہ جو مل جائیں تو پھر ساری خدائی مل جائے دُور رکھنا ہو تو پھر جذبہِ اویسی دے دو تاکہ مجھ کو بھی کچھ کیفِ خدائی مل جائے بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ

اختلاف کی ابتداء : یہ 'میں' (نفس ذات) بھی عجیب چیز ہے۔ وہ کونسا انسان ہے جس کے پاس 'میں' نہ ہو۔ اختلاف کی تاریخ پر آپ نظر ڈالیں تو سارے اختلافات 'سارے تصادم' سارے جھگڑے صرف 'میں' کے ہیں۔ اگر یہ 'میں' نہ ہوتی تو کوئی جھگڑا ہی نہ ہوتا نہ کوئی تصادم ہوتا نہ کوئی ٹکراؤ ہوتا۔ جب 'میں' آپس میں ٹکرائی تو جو 'میں' زوردار ہوئی وہ غالب ہوئی 'جو' میں 'کمزور ہوئی وہ مغلوب ہوئی۔ جھگڑا ہوتا ہے 'میں' ہی کا۔

سب سے پہلے میں آپ کو اختلافات کی طرف لے جاؤں گا۔ رب تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ 'میں' کہتا ہوں کہ آدم کو سجدہ کرو..... تو ابلیس کہتا ہے کہ 'میں' سجدہ نہیں کرتا۔ ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ﴾ (البقرہ/۳۳) اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

ٹکراؤ ہو گیا۔ ابلیس نے خدا کی 'میں' سے اپنی 'میں' کو ٹکرایا..... وہ ٹکرایا، وہ اکر گیا۔

پہلا اختلاف 'میں' کا اختلاف کہ میں نہیں جھگڑتا۔

علم و فہم والے بھی ٹکراتے ہیں : یہ کوئی ضروری نہیں کہ ٹکرانے والا نا سمجھ بے علم بے عمل ہو۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ اگر ٹکرانے کی صورت آئی تو عمل کر کے ٹکرایا، اور وہ ایسا

ویسا علم نہیں۔ ہمارا تمہارا ایمان بالغیب ہے اور اُس کا ایمان بالمشاہدہ ہے جنت کو دیکھ کر مان رہا ہے ملائکہ کو دیکھ کر مان رہا ہے خدا کی گرفت اور اُس کے عذاب کی شدت کو ابلیس جتنا سمجھے گا آپ ہم ایمان بالغیب والے کیا سمجھیں گے۔ اس کے باوجود وہ بہک گیا۔ فلسفہ توحید پر اُس کی شدت کی انتہا یہ ہے کہ غیر خدا کے آگے ہرگز نہ جھکیں گے، چاہے خدا ہی جھکائے۔ یہ اُس کا فلسفہ تھا کہ خدا بھی جھکائے تو نہ جھکیں گے۔ ایسی توحید کی اُس نے مثال قائم کی۔ تو 'میں' سے 'میں' کا تصادم ہو گیا۔ اس لئے کسی عارف نے کیا پیاری بات کہی کہ ابلیس عابد و ضرورتاً عارف نہیں تھا۔ اُس کی عبادت کا ہم شمار نہیں کر سکتے، اُس کی کتنی نہیں کر سکتے۔ اس کے عمل کی تعداد بیان نہیں کر سکتے۔ ذرا سا غور تو کرو وہ فرشتوں کو تک درس دیتا تھا۔ فرشتوں کو ذات الہیہ اور صفات ربانیہ کی تعلیم دے رہا ہے معلم المملکت اسی لئے اس کا خطاب ہی پڑ گیا، اس کے باوجود بہک گیا۔ اتنا سیکھنے، سکھانے کے بعد بہک گیا۔ اتنی عبادت کے بعد بہک گیا۔ خیر وہ بہکا اُس کے لئے تو بُرا ہوا مگر ہمارے لئے یہ اچھا ہوا کہ ہم سمجھ گئے کہ علم والے بھی بھکتے ہیں، عبادت کرنے والے بھی بھکتے ہیں، سجدہ کرنے والے بھی بھکتے ہیں اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ اب اگر تم نے کبھی یہ سوال پیدا کیا کہ تم اتنی بڑی بڑی کتابیں پڑھ کر کیسے بہک گئے؟ وہ خالق کو یاد کر کے کیسا بہک گئے؟ وہ قرآن کو یاد کر کے کیسا بہک گئے؟ وہ سجدہ کر کے کیسا بہک گئے؟ تو شیطان آکر کہے گا جیسا کہ میں بہک گیا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ

شیطان نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ ابلیس دیکھ رہا ہے کہ ہم بشر (آدم علیہ السلام) کے آگے جھکیں۔ یہ مٹی سے بنائے گئے ہیں، ہم آگ سے بنائے گئے ہیں۔ آگ کی فطرت بلند ہونا ہے۔ آگ کی لوہے نہیں جاتی، مٹی بچنے آ کر تپتی ہے۔ اگر مٹی کو جھکنے کا حکم دیا جائے تو بات معقول ہے۔ شیطان نے ایک نئے علم فلسفہ کی ایجاد کی اور ایک نیا علم پیش کر دیا۔ کسی عارف نے کیا پیاری بات کہی ہے کہ شیطان نے آدم کو دیکھا مگر آدم میں نہیں دیکھ سکا۔

اگر آدم میں کیا ہے دیکھ لیتا تو مٹی کے سامنے جھکنے کا کیا سوال ہو سکتا تھا۔ وہ تو نورِ مصطفیٰ کے سامنے جھکنے کی بات تھی اللہم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مشیت و حکمت کے پیش نظر عناصرِ ربوہ کی ترکیب کا معاملہ فرمایا۔ ملائکہ کو حکم دیا اور عناصرِ ربوہ کی ترکیب ہوئی اور ایک مجسمہ تیار ہو گیا۔ یہ ایسا مجسمہ ہے جس کے مُد میں گویائی نہیں ہے، نظر ہے بینائی نہیں ہے، کان ہے سماعت نہیں ہے، پیر ہے چلنے کی قوت نہیں ہے۔ ابھی صرف مجسمہ ہی ہے ذرا تو غور کرو کہ اس کے اندر ابھی تو گویائی پیدا کرنی ہے اور اس کو بینائی بھی دینا ہے رُوح کو حکم دیا کہ اے رُوح تو داخل ہو جا۔ رُوح اندر گئی، تھوڑی دیر پھر کر نکل آئی۔ رُوح کو نکلنے کا موقع مل گیا، اس لئے کہ اندر جانے کا حکم تھا، گئی۔ پھر نہ کھلنے کا موقع مل گیا۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ حکم دیتا نہ نکلتا، وہ کیسے نکلتی؟ جب رُوح سے کہا گیا کہ تو کیوں نکل آئی؟ تو کہا کہ بڑی وحشت ہے، بڑی ظلمت ہے، بڑی تاریکی ہے، ہم وہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ اس کے بعد میرے رسول کے اجزائے مادیات رکھے گئے..... وہ اتنے تاباں تھے کہ پیشانی آدم چمک اُٹھی اور وہ ایسے نورانی اجزاء تھے کہ ہم اس اجزائے مادیات کے فضائل و کمالات بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ پیشانی آدم جب چمک اُٹھی تو حکم ہوا کہ اے رُوح اب داخل ہو جا، تو رُوح گئی اور ٹھہر گئی۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ یا الدالین تو حکیم و خیر ہے، تو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ تو جانتا تھا کہ میں حکم دوں گا تو رُوح جائے گی نکل آئے گی، پھر تجھے نورِ مصطفیٰ کا چراغ جلانا ہو گا تو رُوح جا کر ٹھہرے گی تو اتنی اطوال اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ سیدھے چراغ جلا دیا ہوتا، پھر رُوح کو حکم دیا جاتا، پھر رُوح جا کر ٹھہر جاتی۔ یہ کیا بات ہے کہ پہلے جائے پھر نکلے، پھر چراغِ مصطفیٰ جلایا جائے، پھر وہ جا کر ٹھہر جائے۔ اگر ایسا ہوتا کہ چراغِ مصطفیٰ پہلے ہی مجسمہ آدم میں جلا دیا جاتا اور نورِ مصطفیٰ وہاں رکھ دیا جاتا تو رُوح ٹھہر جاتی مگر میں تمہیں کیسے سمجھا تا کہ کیوں ٹھہری۔ پہلے جا کر نکل آئے، تاکہ یقین ہو جائے کہ یہ مصطفیٰ کی وجہ سے ٹھہری۔ اگر نورِ مصطفیٰ پیشانی آدم کی زینت نہ ہوتا تو رُوح نہ ٹھہرتی اور اگر رُوح نہ ٹھہرتی تو آدم ہی نہ بنتے، پھر یہ آدمی کہاں رہتے

اللہم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ

﴿☆☆☆﴾ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں، علامہ عبدالباقی نے زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں، مُلّا معین کاشفی نے معارج النبوة میں، علامہ یوسف نبہانی نے جواہر البحار میں تفصیلاً بیان فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کا نور مقدس آدم علیہ السلام کی پشت اطہر میں دو بیت فرمایا گیا۔ آدم علیہ السلام نے اپنی پشت پر پرندے کی سی آواز سُنی۔ عرض کی، یا اللہ۔ یہ آواز کیا ہے جواب آیا کہ یہ محمد مصطفیٰ ﷺ میرے محبوب کی تسبیح کی آواز ہے۔ میرا عہد پکڑو اور اسے پاک رحموں اور مقدس پشتوں میں امانت رکھنا۔ اب وہ نور چکا، فرشتوں کو حکم ہوا سجدہ کیجئے، سب جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا اور انکار کی سات دلیلیں پیش کیں، حکم ہوا کہ نکل جاؤ، تو میری بارگاہ سے دُور کر دیا گیا ہے۔ تجھ پر قیامت تک میری لعنت برقی رہے گی۔ ادھر سجدہ کرنے والوں کو مراتب رفیعہ عطا کئے گئے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ آدم کو سجدہ اس لئے ہوا کہ:

کَانَ فِي جِبْهَتِهِ نَوْرٌ مُحَمَّدٍ ﷺ اُنْ كِيْ بَيْثَانِيْ فِيْ مُحَمَّدٍ مَّصْطَفٰی ﷺ کا نور تھا۔

انگوٹھوں کا چومنا: حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ فرشتے اُن کے پیچھے پیچھے پھرتے رہتے ہیں اور سُبْحَانَ اللّٰہ سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھتے ہیں۔ عرض کی یا اللہ۔ یہ فرشتے میرے پیچھے کیوں پھرتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ یہ میرے حبیب کے نور کی زیارت کرتے ہیں۔ عرض کی یا اللہ! یہ نور میری پیشانی میں ہونا چاہیے تاکہ فرشتے میرے آگے کھڑے ہوں۔ لہذا وہ نور پیشانی میں رکھ دیا گیا۔ وہ نور پیشانی آدم میں آفتاب کی طرح چمکتا رہا اور فرشتے صفیں باندھے اس کی زیارت کرتے رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے خواہی ظاہر کی کہ میں بھی دیکھوں تو وہ نور اُن کی انگلی میں ظاہر ہوا۔ انھوں نے چوم کر آنکھوں پر رکھا اور کہا: قُرْةٌ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰہ (روح البیان) ﴿☆☆☆﴾

نور مصطفیٰ ﷺ: یہ محمد سیدنا آدم علیہ السلام مکان ہے اور نور مصطفیٰ ﷺ مکین ہے رُخ ہے مکان کی طرف اور سجدہ ہے مکین کا اور بیت کی طرف رُخ ہے اور بیت والے کا سجدہ ہے۔ کسی عارف نے کیا پیاری بات کہی ہے کہ شیطان نے آدم کو تو دیکھا مگر آدم

میں نہ دیکھ سکا۔ ٹکرا گیا، اکڑ گیا۔ تو دیکھو خدا جو جھکا رہا تھا وہاں جو جھکانا تھا کس بات کا جھکانا تھا۔ کیا وہ عبادت کا جھکانا تھا؟ نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے آگے جو جھکایا جا رہا تھا وہ عبادت کا سجدہ نہیں تھا۔ سارے مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ وہ سجدہ تعظیمی تھا۔ اس لئے کہ سجدہ عبادت بہر حال شرک ہے اور سجدہ تعظیمی بھی ہماری شریعت میں آکر حرام ہو گیا، پہلے جائز تھا۔

☆☆☆ سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ اس کے غیر کے لئے سجدہ عبادت تو یقیناً شرک مبین و کفر مبین۔ اور سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ سجدہ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو سجدہ تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہوا: کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ معلوم ہوا کہ سجدہ تحیت ایسی فتح چیز ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا۔ جب خود حضور ﷺ کے لئے سجدہ تحیت کا یہ حکم ہے پھر اوروں کا کیا ذکر؟ ☆☆☆

شرک و کفر ہمیشہ شرک و کفر رہتا ہے: حلال و حرام کا معاملہ یہ ہے کہ بعض چیزیں پہلی شریعت میں حلال تھیں اور اب حرام جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد (حقیقی بھائی بہن) کا آپس میں نکاح کرنا، سجدہ تعظیمی وغیرہ۔ پہلے کوئی چیز حلال بعد حرام، پہلے کوئی چیز حرام بعد حلال..... مگر شرک و کفر میں ایسا نہیں ہوا کہ پہلے شرک رہا ہو اور بعد میں ایمان بن جائے۔ پہلے کفر رہا ہو بعد ایمان ہو جائے، ایسا نہیں۔ شرک و کفر ہمیشہ شرک و کفر رہتا ہے۔ دیکھو یہ سجدہ تعظیمی جو ہے حرام ہے تو یہ عظمت کا جھکاؤ تھا یہ محبت کا جھکاؤ تھا مگر املیس وہیں پراکڑ گیا۔ اور ملکوتی صفات رکھنے والے جھک گئے۔ اور ہم نے تو یہ دیکھا کہ جو اکڑ گیا وہ اکھڑ گیا۔ جو جھک گیا وہ بچ گیا۔ یہ منظر تو آپ بھی دیکھتے رہتے ہیں، کچھ عرصہ پہلے ایک زبردست زوردار آدمی آئی اور مجھے خبر ملی کہ بڑے بڑے درخت اکھڑ گئے جن کی جڑیں دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا کہ جب بڑے بڑے درخت اکھڑ گئے تو چھوٹے چھوٹے پودے کیا بچے ہوں گے، اُن کی جڑیں بالکل نازک ہوتی ہیں، ایک ہی جھٹکے میں اُوپر آ جاتی ہیں، اُن میں ایک بھی نہ بچا ہوگا تو کہا کہ موٹے موٹے تو سب اکھڑ گئے

چھوٹے چھوٹے سب بچ گئے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو کہا کہ معاملہ تو کچھ نہیں۔ جو موٹے تھے اُن کو اپنے تنے کے اوپر غور تھا، اپنی توانائی پر گھمنڈ تھا اپنی جڑوں پر بھروسہ تھا تو آندھی کے مقابلہ میں اکڑ گئے اس لئے اکھڑ گئے۔ یہ چھوٹے چھوٹے جھک گئے اس لئے سب بچ گئے۔ جھکنے کو بُرا نہ سمجھنا۔ میں ارادت کے جھکاؤ (تعظیم) کی بات کر رہا ہوں۔

☆☆☆ تکبر کفر سے اشد ہے: تکبر ایک اعتبار سے کفر سے بھی اشد ہے اس لئے کہ کفر بھی دراصل کبر سے ہی پیدا ہوتا ہے ابلیس کو اسی تکبر نے کافر اور شیطان بنایا چنانچہ ارشاد ہے ﴿آبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾ اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا اس بدترین خصلت کی وجہ سے انسان حق بات کے قبول کرنے سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے احکام کی معرفت سے قلب اندھا ہو جاتا ہے۔

شیطان کے معنی: شطن کے معنی ہیں دُور ہونا اور چونکہ ابلیس بھی مقرب بارگاہ الہی ہو کر وہاں سے دُور ہوا اس لئے اس کو شیطان کہا جاتا ہے۔ شیطان چونکہ نیکی سے بھلائی سے خیر سے، جنت سے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے اس لئے شیطان کو شیطان کہا جاتا ہے۔ شطن کے دوسرے معنی وہ رسی ہے جو لمبی ہو اور کاٹنے والی ہو۔ شیطان بھی چونکہ بُرائی میں دراز اور بدی کرنے کے لئے بیقرار رہتا ہے اس لئے اُسے شیطان کہا جاتا ہے۔

شیط کے معنی ہیں ہلاک ہونا یا باطل ہونا۔ ابلیس چونکہ سرکشی کی وجہ سے ہلاک ہوا اور اس کا سارا پچھلا کیا دھرا باطل ہو گیا اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں۔ جو چیز بھی سرکش ہو اور ہم کو ذرا الہی سے روکے وہ شیطان ہے۔ خواہ وہ جن ہو یا انسان ہو، کوئی چوپایا موڈی جانور ہو۔ خواہ ہمارا نفس ہو یا جسمانی اور نفسانی عوارض یا کوئی دنیوی کام۔ اسی لئے قرآن کریم فرماتا ہے ﴿شَیْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ﴾۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک خیر حاضر کیا گیا۔ جب آپ اُس پر سوار ہوئے تو وہ اُچھلنے کو نہ لگا۔ اس کو بہت مارا مگر وہ اسی طرح کودتا اُچھلتا رہا۔ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر سے یہ کہہ کر اتر آئے کہ یہ شیطان ہے۔

ابلیس : ابلیس کا نام عزرا زیل تھا مگر اہ ہونے کے بعد ابلیس لقب ہوا یعنی دھوکہ باز، وہ فرشتہ نہ تھا بلکہ جن تھا، آگ سے پیدا کیا گیا تھا مگر بہت بڑا عابد زاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار ہوتا تھا جب اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم دیا اُس نے انکار کر دیا اور غرور میں حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے بشر کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے توہین کی نیت سے نبی کو بشر کہنے والے کو ہمیشہ کے لئے مردود و ذلیل قرار دے کر پھینک دیا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ ابلیس علم و معرفت میں یہ مقام رکھتا تھا کہ اس کو طائوس الملائکہ کہا جاتا تھا پھر اس سے یہ حرکت کیسے صادر ہوئی؟ ابلیس کا کفر محض عملی نافرمانی کا نتیجہ نہیں، کیونکہ کسی فرض کو عملاً ترک کر دینا اصول شریعت میں فسق و گناہ ہے کفر نہیں۔ ابلیس کے کفر کا اصل سبب حکم ربانی سے معارضہ اور مقابلہ کرنا ہے کہ آپ نے جس کو سجدہ کرنے کا مجھے حکم دیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ میں اُس کو سجدہ کروں یہ معارضہ بلاشبہ کفر ہے۔ ابلیس مشرک نہیں بلکہ موحد تھا اللہ تعالیٰ کو واحد و یکتا مانتا تھا اللہ تعالیٰ کو عبادت کے لائق سمجھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک اور برداشت نہیں کرتا تھا ابلیس و شیطانی توحید کی شدت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی نبی کی تعظیم و توقیر برداشت نہیں کیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنے سے انکار کر دیا۔ نبی کی توہین کرنے اور بشر و مٹی کہنے کے جرم میں مردود قرار دے کر زمین پر پھینک دیا گیا۔ شیطان لعنتی اور مردود بن کر زمین پر رہنا پسند کیا لیکن توبہ کرتے ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کا اقرار نہیں کیا۔ یہی ابلیسی توحید ہے نبی کی تعظیم کو شرک و بدعت تصور کیا اور یہی وسوسے انسانی ذہنوں میں ڈال رہا ہے۔

جن کی عمر طویل ہوتی ہے جن کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ جن اور شیطان بدی کی قوت کا نام ہے کفر ہے کیونکہ جن کا موجود ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ گزشتہ صدی میں سرسید احمد خان نے محض اپنی ذاتی عقل کے بل بوتے پر اُن کے وجود کا انکار کیا ہے اور اس کے چند پیروکار مغربی تہذیب کا دلدادہ گروہ اس کی تائید کر رہا ہے اور انکار کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر جنات کا کوئی وجود ہوتا وہ نظر ضرور آتے۔ یہ بات خلاف قرآن و حدیث ہے

قرآن پاک میں جنات اور شیطین کا ذکر آیا ہے جو جنات اور شیطین کے وجود کی قطعی اور پختہ دلیل ہے اہل اسلام کے سامنے قرآن پاک کے بعد انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

احادیث سے ثابت ہے کہ جنوں میں کسی کے پر بھی ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں اور بعض سانپوں اور کتوں کی شکل میں گشت لگاتے پھرتے ہیں اور بعض انسانوں کی طرح رہتے سمجھتے ہیں لیکن اکثر ان کی رہائش گاہ بیابان یا ویران مکان اور جنگل اور پہاڑ ہیں۔

جنات کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿كَانَ مِنَ الْجِنَّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ﴾ (الکہف/ ۵۰) ابلیس قوم جن سے تھا سو اُس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم کی۔ فَفَسَقَ کی فاء اس امر کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اس کے فسق اور حکم عدولی کی وجہ یہ تھی کہ اس کا عنصر ناری تھا۔ اُس کی فطرت میں تمر اور سرکش تھی۔ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے وہ بھی اس حکم میں داخل تھا۔ خیال رہے کہ ابلیس جنات کا مورث اعلیٰ ہے جیسے انسان کے آدم علیہ السلام ہیں۔ ابلیس اپنے بارے میں خود کہتا ہے ﴿خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ﴾ مجھے آگ سے پیدا کیا گیا۔ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے ﴿وَالْجَانَّ خَلَقْتَهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُومِ﴾ (الحجر/ ۲۷) اور ہم نے اس سے پہلے جن کو پیدا کیا ہے دھوئیں کی آگ سے۔ نیز فرمایا گیا ﴿وَخَلَقْتَهُ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ﴾

شیطان اپنی عبادت کی وجہ سے چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے جب تمام فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اس وقت شیطان (جن) بھی سجدے کے حکم میں شامل ہو گیا۔ جیسے بادشاہ اپنے سپاہیوں کو کچھ حکم کرے تو اُن کے ساتھ رہنے والے سائیس دربان اور فراش بھی اس حکم میں داخل ہو جاتے ہیں دوسرے الفاظ میں اگر کسی معزز کو دعوت دی جائے تو اُس کے ساتھ اُس کے ملازمین اور خدمت گزار بھی دعوت میں شریک رہتے ہیں۔ شیطان (ابلیس) کی حیثیت بھی فرشتوں کے مقابلے میں خادم اور فراش سے زیادہ نہیں تھی۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کا حکم سنتے ہی سارے فرشتے بلا تامل آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام سجدے میں جھکے، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام

پھر عزرائیل علیہ السلام اور پھر سارے فرشتے۔ اس لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سب سے بڑا درجہ عطا فرمایا گیا یعنی خدمت انبیاء۔ (تفسیر خزائن العرفان)

ایمان اور ادب : ایمان کا سب سے پہلا تقاضہ اور اُس کی اول ترین تعلیم ادب و احترام ہے کہ بے ادب و گستاخ غلام اپنی انتہائی اطاعت گزاری کے باوجود بھی راندہ درگاہ ہو جاتا ہے جس کی نظیر انسان کے دُنیا میں آنے سے پہلے ہی قائم کر دی گئی، کہ شیطان کی اطاعت شعاری، اس کے علم اور کمال میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا، لیکن اپنی ان تمام خوبیوں کے باوجود صرف ایک بے ادبی اور گستاخی نے اس کو راندہ درگاہ کر دیا۔ اس کے تمام اعمال اکارت و ضائع ہو گئے، رجم و ملعون قرار پایا ﴿قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ﴾ اللہ نے فرمایا (اے بے ادب) یہاں سے نکل جا، تو مردود ہے ﴿وَلَا عَلَيْكَ اللَّغْنَةُ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ﴾ اور بلاشبہ تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان میں انانیت تھی، تکبر و غرور تھا، جس نے اُسے بے ادبی اور گستاخی کا مجرم بنایا، اور اس جرم کی سزا اللہ رب العزت کی طرف سے رجم و ملعون قرار دیا جانا مقرر ہوئی۔ پس اللہ یہ گوارا نہیں فرماتا کہ اس کے بندے بے ادب و گستاخ بنیں، شرف انسانیت کی بھاتا اسی میں ہے کہ انسان اللہ کا ادب و احترام کرے کیونکہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور رسول کا ادب و احترام کرے کیونکہ اللہ نے اُسے رسول کا غلام بنایا ہے۔ رسول ہی تو بندگی کے طریقہ سکھاتا ہے پس اس کے احترام کے بغیر اللہ کے احترام کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ☆☆☆

گستاخ، توبہ کی توفیق سے محروم : سچ ہے با ادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب جو ادب والے ہوتے ہیں، وہ تقویٰ والے ہوتے ہیں، اجر عظیم والے ہوتے ہیں، مغفرت والے ہوتے ہیں، صلاح و فلاح والے ہوتے ہیں، کامیابی والے ہوتے ہیں اور جو بے ادب ہوتے ہیں وہ رسوائی والے ہوتے ہیں، ذلت والے ہوتے ہیں، جہنم والے ہوتے ہیں۔

شیطان اکڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی 'میں' سے شیطان کی 'میں' کا کھراؤ ہو گیا تو نتیجہ کیا ہوا، اُس کا جو قدم اکھڑا آج تک جم نہ سکا۔ اس سے سبق سیکھ لو، شیطان سے غلطی ہوئی اور جان

بو جھ کر غلطی ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام سے جو کچھ ہوا اس کے بارے میں علماء مجتہد الفاظ میں کہتے ہیں کہ نادانستہ طور پر پھسل گئے۔ آپ ایک راستے سے جا رہے ہیں پھسل گئے، آپ کو کوئی مجرم نہ کہیں گے۔ آپ کو کوئی کہہ گا کہ نہیں کہے گا۔ نادانستہ طور پر بلا کسی قصد و ارادہ حضرت آدم علیہ السلام سے ایک بات ہوئی مگر وہ کتنا دور ہے ہیں، کس قدر توبہ و استغفار کر رہے ہیں، اس سے اُن کی سعادت کا پتہ چلتا ہے اور شیطان جس نے جان بو جھ کر غلطی کی، وہ مغفرت نہیں چاہ رہا ہے مہلت چاہ رہا ہے اس کو تو مغفرت چاہنی چاہئے تھی کہتا کہ یا الہی! غلطی ہو گئی، معاف فرما دے۔ وہ اگر معاف فرمائے یا نہ فرمائے یہ اُس کے فضل و عدل کی بات ہے مگر اُس کو تو مانگنا چاہئے تھا مگر وہ مغفرت نہیں مانگتا ہے مہلت مانگتا ہے تو اچھی طرح سمجھو کہ شیطان قیامت تک مغفرت نہیں مانگ سکتا، اس لئے کہ اُس نے ایک نبی کی توفیق کی اور نبی کی توفیق کرنے والوں سے توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ کفر بُرئ چیز ہے مگر جب کفر، کفر کی حد تک رہے، دشمنی، دشمنی کی حد تک رہے تو امید ہے کہ ایمان کی توفیق مل جائے..... مگر جب کوئی گستاخی کر دیتا ہے تو توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ گستاخ اپنے وقت کا کتنا بڑا علامہ کیوں نہ ہو، گستاخی کر کے پھر توبہ نہ کر سکے گا۔ ابلیس جنت کو دیکھ کر مانا، جہنم کو دیکھ کر مانا، عذاب قبر کو دیکھ کر مانا، ملائکہ کو دیکھ کر مانا، سب چیزیں ابلیس کے مشاہدے میں تھیں، سب کچھ دیکھ چکا تھا۔ جب دیکھ کر ماننے والا نکال دیا گیا تو بے دیکھے ماننے والوں کو نکالنے میں کیا دیر؟ معلوم ہوا کہ گستاخ کو توبہ کی توفیق نہ ہوگی اور توبہ کے بغیر مغفرت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿أَنْظِرْ كَيْفَ حَضَرُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضْلُوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا﴾ (فرقان/ ۹) اے محبوب ذرا دیکھو کہ کیسی باتیں یہ تمہارے متعلق کہہ رہے ہیں یہ ایسے گمراہ ہو گئے کہ اب ہدایت کی کوئی راہ ان پر نہیں کھل سکتی۔

اے محبوب دیکھو یہ تمہاری کیسی مثالیں لاتے ہیں، کبھی شاعر کہتے ہیں، کبھی ساحر کہتے ہیں، کبھی محرزہ کہتے ہیں، کبھی مجنون کہتے ہیں۔ یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں، راستے کی طرف پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں، ان سے استطاعت چھین لی گئی ہے۔ بغل میں بخاری ضرور رہے گی

سُر پر قرآن بھی رہے گا اگر گستاخی کی ہے تو توبہ نہیں کر سکیں گے، توبہ کی توفیق چھین لی جائے گی۔ فاروق اعظم سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن ضرور تھے، گستاخ نہ تھے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن ضرور تھے، گستاخ نہ تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن تھے، گستاخ نہ تھے..... مگر ابو جہل گستاخ تھا، عتیبہ و شیبہ گستاخ تھے، ابولہب گستاخ تھا، عقبہ ابی معیط گستاخ تھا، ولید ابن مغیرہ گستاخ تھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابو جہل کے بیٹے تھے، دشمن تھے مگر گستاخ نہ تھے۔ باپ گستاخ تھا، بیٹا گستاخ نہ تھا۔ بیٹا مومن ہوا، باپ رہ گیا۔ عقیدہ دشمن ضرور تھے گستاخ نہ تھے بیٹا مومن رہا لیکن باپ ابولہب گستاخی کی وجہ سے کافر رہا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے دشمن اسلام ضرور تھے لیکن گستاخ رسول کبھی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق نصیب فرمائی، ہدایت کا دروازہ کھول دیا، تمام صحابہ کرام، حضور سرور کائنات ﷺ کے مُرید ہیں، حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے کسی صحابی کے ایمان لانے کے لئے خصوصی دُعا نہ فرمائی بلکہ تمام صحابہ کرام اپنے ارادے سے اسلام قبول کئے مگر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ مُراد پیہر ہیں حضور سرور عالم نور مجسم شفیع معظم رحمۃ للعالمین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی: اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کی وجہ سے اسلام کو عزت دے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی دُعا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور آپ کے وسیلہ سے اسلام کو عظمت، شان و شوکت ملی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ..... جو رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بخشا۔ اس لئے اُن کے ایمان پر فرشتوں نے بھی خوشیاں منائیں۔ ابو جہل گستاخ رسول تھا اس سے توبہ کی توفیق چھین لی گئی تھی، گستاخ رسول کے لئے ہدایت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ ہدایت اور مغفرت کی دعا بھی گستاخ رسول کے حق میں مستجاب نہیں ہو سکتی۔ گستاخ رسول کو عزت و عظمت، شان و شوکت کی زندگی نصیب نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ ذلت و رسوائی کی عبرتناک زندگی گذارتا رہے گا۔ گستاخ رسول کے لئے اللہ تعالیٰ جبار و قہار ہے۔

رسول کا گستاخ جس لباس میں ملے، جس احاطہ میں ملے، جس شکل و صورت میں ملے تو

سمجھ لو کہ اس سے توبہ کی توفیق چھین لی گئی ہے جب ہی تو یہ انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں گستاخی کرتے ہیں اور یہ اولیاء کرام، انبیاء علیہم السلام کے سچے نائب اور جانشین ہے جو اولیاء کا گستاخ ہے وہ انبیاء کا گستاخ ہے۔ ولایت کے بغیر نبوت تک رسائی ناممکن اور نبوت کے بغیر اللہ کی رسائی ناممکن ہے۔ شیطان نے سجدہ کا انکار کیا، اُس کو فوراً مردود نہیں کیا گیا بلکہ پوچھا گیا کہ تو نے سجدہ کا کیوں انکار کیا؟ کس چیز نے روکا؟ شیطان نے کہا کہ تو نے مجھ کو آگ سے بنایا اور آدم کو مٹی سے بنایا۔ میں جن ہوں یہ بشر ہیں۔ میں بشر کو سجدہ کروں! شیطان نے نبی کی توہین کرنی چاہی تو اُس کو دو لفظ ملے۔ ایک مٹی کا لفظ، دوسرا بشر کا لفظ۔ اسی دو لفظ کے وجہ سے بارگاہ سے مردود کر دیا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ انصاف بھی واضح ہو گیا اور انکار بھی واضح ہو گیا۔

☆☆☆ شیطان کا رونا: حضور ﷺ نے فرمایا: شیطان اتنا کبھی نہیں رویا جتنا اں تین موقعوں پر رویا ہے۔ ایک تو اُس دن جب وہ ملعون ہوا اور آسمان کے فرشتوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ (۲) دوسرے اُس دن رویا جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی (۳) تیسرے وہ دن جس دن سورہ فاتحہ مع بسم اللہ اُتری (شیاطین آج بھی جشن میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اور ذکر فاتحہ سُن کر روتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں)

حضور ﷺ کی بشریت: بد قسمتی سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو رسالت پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں رسول کریم ﷺ کے مرتبہ و مقام اور منصب کا کوئی خیال بھی نہیں کرتے اور حضور ﷺ کے زمانہ کے کفار کی طرح ﴿مَا نَدَّكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾ ہم تو تم کو اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں، کا باطل نعرہ لگاتے ہیں۔ کفار تو کہا کرتے تھے ﴿مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر، نبی کو بشر اور مٹی کہنے والا سب سے پہلے ابلیس (شیطان) ہے ﴿قَالَ لَمْ أَكُنْ لَمْ سَجْدًا لِّبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ﴾ میں گوارہ نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا ہے والی مٹی سے ﴿أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ

نَارٍ وَخَلَقْتُهُ مِنْ طِينٍ ﴿۱۷﴾۔ ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں مجھے آگ سے اور آدم کوٹی سے پیدا کیا گیا آج بھی ابلیس باطل نعرے مختلف جماعتوں کی جانب سے لگائے جا رہے ہیں۔ اور آیۃ مبارکہ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ جیسے نبی اور غیر نبی میں صرف وحی کا فرق ہے باقی تمام اوصاف میں وہ عام انسانوں کے برابر ہیں۔ نبی اخلاقی، روحانی، دماغی، قلبی، علمی، عملی حیثیت سے عہدہ ہو کر انسانوں سے بہت بلند اور علانیہ ممتاز ہوتا ہے۔ نبی آمر، ناهی، مزکی، حاکم، نور بادی، شارع اور داعی الی اللہ ہوتا ہے۔ نبی کی ذات کو اللہ تعالیٰ کائنات کے لئے روشنی کا مینار بناتا ہے اور نبی کا قول، عمل، سیرت و کردار، دین اور شریعت قرار پاتے ہیں۔ وحی والے اور بے وحی والے انسانوں میں خود وحی اور عدم وحی کے سینکڑوں لوازم و خصائص اور اوصاف کا فرق پیدا ہوتا ہے۔ جب صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کے اتباع میں کئی دن متصل نفلی روزے رکھنے لگے تو آپ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا ایک مٹلی تم میں کون میرے مثل ہے؟ یطعمنی ویسقنی (بخاری) میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ تو کیا عام انسانوں کو بھی یہ روحانی غذا اور روحانی سیرابی میسر آتی ہے؟ اور کیا وحی کے علاوہ دوسری حیثیتوں سے بھی مثبتیت کی اس میں نفی نہیں ہے؟

نیند کی حالت میں نبی کے قلب اطہر اور اس کے احساسات کا غافل نہ ہونا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ کیا یہی کیفیت عام انسانوں کے دل کی بھی ہے؟

لوگوں کو نماز کی صفوں کو درست رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں بخدا تمہارے رکوع و سجود اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ کیا عام انسانوں کی قوت بصارت کا یہی عالم ہے؟ جبکہ کتاب مجید میں فرمایا ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ۚ لَقَدْ زَايَ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ (النجم/۱۷) (حضور ﷺ کی نگاہیں نہ ٹھہری ہوئی اور نہ بڑھی (نہیں جھپکی) بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں) کیا اسی شان سے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں کا مشاہدہ کسی اور آنکھ کو حاصل ہوا؟

حضور سرور انبیاء علیہ السلام کی نسبت سے امہات المؤمنین کو جو مرتبہ و مقام اور شرف حاصل ہوا ہے وہ عام عورتوں کو حاصل نہیں ہوا ہے امہات المؤمنین سب سے ممتاز ہیں۔
 ﴿يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ﴾ (الاحزاب/۳۲) 'اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو، دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کے مانند'

'النساء' میں صنف نازک کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ جس سے ثابت ہے کہ ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اور شان خاص کا حامل ہے۔ دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کا ہمسر نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کے باعث اُن کا اجر دنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ان کے درجات اور احکام جدا گانہ ہیں۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں تو خود حضور ﷺ تو بدرجہا اس کے سزاوار ہیں 'کاحد من الرجال'، میں یعنی آپ ایسے نہیں ہیں جیسے ہر مرد اپنے خصائص و کمالات میں عام انسانوں سے بدرجہا بلند تر اور ممتاز ہیں اور حضور ﷺ کی بیویاں تمام جہاں کی عورتوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ یہاں 'النساء' میں کوئی قید نہیں۔ حضرت مریم اور حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے اپنے وقت کی عورتوں سے افضل تھیں لیکن حضور ﷺ کی ازواج پاک ہر زمانہ کی بیویوں سے افضل و بہتر ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے فرمایا گیا کہ ﴿فَضَّلْنٰكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ﴾ ہم نے تم کو تمام عالم والوں پر بزرگی دی تو اس زمانہ کے لوگوں پر واقعی وہ افضل تھے اور اب غلامان مصطفیٰ علیہ السلام سب امتوں سے افضل۔ ﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهِ لِيُكَوِّنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾ (سورہ فرقان) بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہانوں کو ڈرسانے والا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَذِیْنِ الْحَقِّ﴾ (سورہ فتح) اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے اپنی پہچان اور تعارف اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعہ سے کرائی ہے۔ اے مسلمانو! اگر اللہ تعالیٰ کو جانتا چاہتے ہو تو اس طرح پہچانو کہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے محبوب کو رسول بنا کر بھیجا

یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت، علم، کرم، رحمت اور تمام صفات کا نظارہ کرنا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا چاہے آپ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر ہیں۔ ☆☆☆

حزب اللہ اور حزب الشیاطین : شیطان کی 'میں' خدا کی 'میں' سے ٹکرا گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب دو اسکول بن گئے ہیں۔ ایک شیطانی اسکول ہے ایک رحمانی اسکول ہے۔ تو ظاہر ہے کہ جب وہاں 'میں' ٹکرائی تو یہاں بھی 'میں' ٹکرائے گی ورنہ مجھے بتلاؤ اختلاف کی تاریخ پر نظر رکھنے والو ! نمرودیت اور ابراہیمیت کا تصادم کس بات کا تصادم تھا؟ فرعونیت اور موسویت کا تصادم کس بات کا تصادم تھا؟ ابو جہلیت اور مصطفویت کا تصادم کس بات کا تصادم تھا اور یہ بتلاؤ کہ حسنینت اور یزیدیت کا تصادم کس بات کا تصادم تھا۔ یہ 'میں' ہی کا ٹکراؤ تھا۔ کسی کی 'میں' خدا کی 'میں' تھی اور کسی کی 'میں' ابلیس کی 'میں' تھی اللہ صلی علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

آج ہم سے کہا جاتا ہے کہ ملانے کی بات کرو، اتفاق کی بات کرو۔ میں ضرور ملانے کے لئے تیار ہوں مگر میرے ملانے سے پہلے ابو جہلیت کو مصطفویت سے ملاؤ پہلے نمرودیت کو ابراہیمیت سے ملاؤ پہلے یزیدیت کو حسنینت سے ملاؤ پہلے تاریکی کو روشنی سے ملاؤ آگ کو پانی سے ملاؤ۔ اگر آگ پانی سے نہیں مل سکتی تو پانی آگ سے کیسے ملے گا؟ اگر ابو جہلیت مصطفویت سے نہیں مل سکتی تو مصطفویت ابو جہلیت سے کیسے ملے گی؟ ذرا سوچو اور سمجھو یہ تصادم بالکل فطری تصادم ہے۔ یہ 'میں' کا ٹکراؤ ہے جس کی 'میں' خدا کی 'میں' میں فنا ہو وہ حزب اللہ ہے وہ اللہ کا گروہ ہے جس کی 'میں' شیطان کی 'میں' میں فنا ہے وہ حزب الشیاطین ہے وہ شیطانی گروہ ہے۔ یہ ٹکراؤ پہلے سے چلا آ رہا ہے اور یہاں پر چلتا ہی رہے گا اس ٹکراؤ کو تم ختم نہیں کر سکتے۔ جب 'میں' لڑا رہے ہیں تو ذرا سوچ کر لڑاؤ کہ کس کے ساتھ 'میں' کو لڑا رہے ہو۔ اگر میں اپنے پیرومرشد سے اپنی 'میں' کو چلاؤں تو کیا اپنی 'میں' چلے گی؟ اپنے استاد سے کبھی اپنی 'میں' چلے گی؟ میں اپنے نیچے والوں پر تو 'میں' کو چلاتا ہوں مگر اوپر والوں کے سامنے 'میں' کو جھکا دیتا پڑتا ہے۔ اور 'میں' کو بھکا دینے میں ہی سعادت ہے

اور سعادت ہی نہیں بلکہ نجات بھی اسی میں ہے۔ اگر بڑے کی 'میں' سے ٹکرائیں گے تو کہیں کے نہیں رہیں گے۔ یاد رکھو کہ 'میں' کو ٹکرانے سے پہلے دیکھو کہ کس کی 'میں' سے ٹکراؤ ہے۔ اس تمہید کے بعد اس آیت کریمہ کی طرف توجہ کرو ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اے محبوب! آپ کے ذکر کو میں نے بلند کیا ہے۔ اب سوچو کہ یہ کس کی 'میں' کہہ رہی ہے۔ خدا کی۔ اب اے محبوب! اب جو آپ کی رفعت سے ٹکرائے، آپ کی شوکت سے جو ٹکرائے اور آپ کی عظمت سے جو ٹکرائے وہ تو آپ سے نہیں ٹکرا رہا ہے بلکہ میری 'میں' سے ٹکرا رہا ہے اللہ صلی علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ اور میری 'میں' سے ٹکرا کر شیطان نے اپنی 'میں' کو دیکھ لیا ہے۔ ان ٹکرانے والوں کو بھی انتظار کرنا چاہئے۔ اے محبوب! آپ خود بلند نہیں ہوئے، میں نے بلند کیا ہے۔

﴿☆☆☆﴾ اے محبوب! آپ نے خود سے علم نہیں سیکھا، ہم نے علم سکھایا ہے ﴿وَعَلَّمَكُمَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (نساء/۱۱۳) اور آپ کو سکھایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (البیان)

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (حل/۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْفُزَ﴾ بیگم ہم نے آپ کو کوثر (بے حد و بے حساب انعامات اور خیر کثیر) عطا کئے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾ (الاحزاب/۴۶) اے نبی مکرم: ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا اور دعوت والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کر دینے والا (غیاہ القرآن)

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّنَّاسٍ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سبا/۲۸) اور ہمیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (الف/۹)

بے شک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سنا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو (کنز الایمان)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا﴾ (النساء/۱۷۴)

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾ (البقرة)

بے شک ہم نے (اے محبوب) آپ کو بھیجا حق کے ساتھ بشیر اور نذیر بنا کر۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الانبیاء/۱۰۷)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محبوب) مگر سرِ پاپارحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ (الفرقان/۵۶)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محبوب) مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی شانِ محبوبیت میں یہ چند آیات کریمہ پیش کی گئی ہیں حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کو بنظرِ ایمان دیکھا جائے تو اس میں اوّل سے آخر تک نعتِ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم ہوتی ہے۔ قرآن کریم کا ہر موضوع اپنے لائے والے محبوب ﷺ کے محامد اور اوصاف کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

ہم نے تجھے احمد الحامدین بنایا۔ احمد کا معنی ہے احمد الحامدین لربہ : تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد کرنے والا۔ اپنے رب کی حمد کی کثرت کی برکت سے ہی آپ محمد بھی بنے۔ فالحمد هو الذی حمد مرة بعد مرة یعنی جس کی بار بار حمد کی جارہی ہو وہ محمد ہے۔ نہ اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے میں آپ کا کوئی مثل ہے، کوئی فرشتہ، کوئی رسول، کوئی نبی اپنے خداوند کی حمد سرائی اور ثنا گستری میں اس مقام پر

نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے جس مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ پیارا حبیب فائز ہے۔ اسی طرح مخلوق میں سے جتنی حمد اور جتنی ستائش اس عبدِ محبوب کی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، کسی اور کو نصیب نہیں۔ جنّ و انس اس کے ثنا خوان ہیں، حُور و ملک اس کی توصیف میں رطب اللسان ہیں اور خود خدا بھی اس کی مدح فرما رہا ہے۔ صرف اس فانی دنیا ہی میں نہیں بلکہ عالمِ آخرت میں بھی حضور ﷺ کی شانِ زالی ہوگی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس شانِ محمدیت کی تابانیوں کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب دستِ مبارک میں لوائے حمد تھامے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ حبیب مقامِ محمود پر جلوہ فرما ہوگا۔ ☆☆☆

اے محبوب ! آپ کے جتنے خوبیاں ہیں میری دی ہوئی خوبیاں ہیں۔ خوبیوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک اختیاری خوبی، ایک غیر اختیاری خوبی۔ اختیاری خوبی کا یہ معنی ہے کہ جس میں آپ کے اختیار کو دخل ہو، آپ کے کسب کو دخل ہو۔ کسی فن کا سیکھنا یہ اختیاری خوبی ہے۔ مگر کچھ خوبیاں ایسی ہیں جو اختیاری نہیں ہے مثلاً قد و قامت، حسن و جمال یہ اختیاری چیز نہیں ہے۔ چاند کو چمکانا ہی پڑے گا چاہے اُس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ سورج کو روشنی دینا ہی پڑے گا چاہے اس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ دریا کو بہنا ہی پڑے گا آبشار کو نہریں دینے ہی پڑیں گے چاہے مرضی ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ کی بات عرض کرتا ہوں اگر غیر اختیاری خوبی کی تم بُرائی کرو تو یہ خدا کی بُرائی ہے اور اچھائی بیان کرو تو یہ خدا کی اچھائی۔ جس کی خوبی اختیاری نہ ہو اُس کی بُرائی خدا کی بُرائی ہے اور اُس کی اچھائی خدا کی اچھائی ہے اگر چاند کو تم نے بُرا کہا تو کیا چاند اپنے خود سے بنا ہے خدا ہی نے بنایا ہے بنانے والے کو بُرا کہہ رہے ہو۔ اگر شکل و صورت کو بُرا کہا تو بنانے والے کو بُرا کہا، اس لئے کہ یہ غیر اختیاری ہے مگر کسی چیز کو تم پیش کرتے ہو جو اُس کے اختیار میں دیا گیا ہے تو یہ اسی کی بُرائی ٹھہرتی ہے کہ فلاں کا علم ٹھیک نہیں ہے فلاں کا حافظہ اچھا نہیں ہے فلاں اچھا کھیل نہیں جانتا، چونکہ یہ اختیاری چیز ہے لہذا یہ اس کی بُرائی ہوگی۔ سب کا علم اختیاری مگر محبوب کا علم غیر اختیاری۔ اس لئے کہ اے محبوب ! یہ علم تم نے نہیں سیکھا، میں نے سکھایا ہے۔ اے محبوب ! تم بلند نہیں ہوئے، میں نے بلند کیا ہے۔ اے محبوب !

تم خود سے رحمۃ للعالمین نہیں بنے، میں نے بنایا ہے۔ جو کوشش سے حاصل کر سکتے تھے میں نے بغیر کوشش بہت کچھ دیا ہے اس لئے کہ اب آپ کی کسی بھی صفت کی کوئی بُرائی کرے تو وہ خدا کی بُرائی ہوگی اور کسی نے آپ کی تعریف کی تو وہ خدا کی تعریف ہو اور جو کوئی آپ کی صفات سے ٹکرائے وہ میری 'میں' سے ٹکرائے۔ میں بلند کر رہا ہوں اور یہ ٹکرانے والا ٹکرار رہا ہے۔ میں نے بلند کیا اور جب میں نے بلند کیا ہے تو اب جو آپ کی صفت سے ٹکرائے وہ میری 'میں' سے ٹکرائے۔

رفعتِ مطلقہ: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ یہ بات یوں بھی کہی جاسکتی تھی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اے محبوب میں نے بلند کیا۔ یہ رفعتنا کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا؟ یہ جمع کا صیغہ ہے واحد حقیقی کے لئے تو یہی تھا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (میں نے بلند کیا) کہتا۔ مگر کہتا ہے وَرَفَعْنَا ہم نے بلند کیا۔ واحد کی جگہ جمع کا لفظ استعمال کیا۔ جہاں واحد کی جگہ جمع کا لفظ استعمال کیا جائے، وہاں اظہارِ عظمت مقصود ہوتا ہے جب محبوب کی بلندی بیان کی جا رہی ہے تو خدا خود اپنی عظمت کا اظہار فرما رہا ہے جیسا بلند کرنے والا ہوگا ویسا ہی بلند ہونے والا ہوگا یہ کیسا بلند ہوا مثلاً کسی بچے نے کہا کہ میں نے بلند کیا تو اس کی طاقت کے مطابق بلند کیا ہوگا۔ اگر کسی جوان نے کہا تو وہ اپنی طاقت کے مطابق بلند کیا ہوگا اُس کی طاقت دریافت کرتے جائیں گے۔ جب خدا فرماتا ہے کہ میں نے بلند کیا تو اب محبوب کی رفعت سمجھنے سے پہلے خدا کی قدرت کو سمجھو۔ بلند ہونے والے کو نہ دیکھو بلند کرنے والے کو دیکھو اور بتلاؤ خدا کی قدرت کہاں تک بلند کر سکتی ہے۔ جب خدا کی قدرت کی انتہا نہیں تو محبوب کی رفعت کی انتہا کیا بتلاؤں۔

☆☆☆ یہ آیت کریمہ بظاہر تو مختصر سی ہے مگر اس کے ایک ایک کلمہ میں جس قدر نفرت محبوب ہے اس کے بیان سے زبان و قلم قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن مقاماتِ عالیہ پر فائز فرمایا اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے ذکرِ اطہر کو وہ بلندی اور رفعت عطا ہوئی ہے کہ ایسی بلندی کا کسی دوسرے کے لئے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

یہی بات ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا) میں ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے رفعت بخشی مگر کس کے مقابلے میں؟ عام مخلوق کے ذکر کے مقابلے میں، ملائکہ کے ذکر کے مقابلے میں، انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے مقابلے میں، یا رسل عظام کے ذکر کے مقابلے میں۔

اس آیت مبارکہ میں مد مقابل کا ذکر ہی نہیں۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یہاں رفعت سے مراد رفعتِ مطلقہ ہے یعنی مخلوق میں جتنے بھی صاحبِ رفعت ہیں ان میں سے کوئی بھی حضور ﷺ کے مقامِ رفعت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضور ﷺ کی شان اقدس اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ وہ تمام صفات جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی ہیں ان میں سے ہر صفت اپنی شان اور رفعت میں اپنے مد مقابل کو ملنے والی ہر صفت کے مقابلے میں بلند تر ہے۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَأَكْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرِّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اے حُسن و جمال کے تاجدار احمد مختار

آپ سے بڑھ کر کوئی حُسن و جمال والا میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا
آپ سے بڑا صاحبِ کمال تمام جہاں کی عورتوں کی آغوش میں کبھی کوئی نہیں پیدا ہوا
خالقِ حُسن و جمال نے آپ کو ہر عیب سے بری اور پاک پیدا فرمایا ہے
گویا آپ جس طرح چاہتے تھے خلاقِ عالم نے آپ کی تخلیق فرمائی

سب سے افضل والعلیٰ : یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور تاجدارِ انبیاء ﷺ کی ذات ستودہ صفات اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے افضل والعلیٰ اور بلند و بالا ہے اور تمام انبیاء کرام میں بھی سب سے افضل۔ آپ جو دین لے کر آئے وہ تمام ادیان سے افضل۔ آپ جو کتاب لے کر آئے وہ تمام کتابوں سے افضل۔ جو نظام لے کر آئے وہ تمام نظاموں سے افضل۔ جو قانون لے کر آئے وہ تمام قوانین سے افضل (حضور ﷺ کا قانون قانونِ الہی)۔

جس شہر میں تشریف لائے وہ شہر تمام شہروں سے افضل۔ جس ملک میں تشریف لائے وہ ملک سارے ملکوں سے افضل۔ جس سال میں جلوہ گر ہوئے وہ تمام سالوں سے افضل۔ جس ماہ میں آئے وہ ماہ تمام مہینوں سے افضل (ربیع الاول یعنی پہلی بہار۔ چونکہ پہلی بہار عالم ارواح والی اس میں آئی نام ہوا ربیع الاول)۔ جس دن آئے وہ دن تمام دنوں سے افضل۔ جس وقت آئے وہ وقت تمام اوقات سے افضل۔ جو پانی حضور ﷺ کی انگلیوں سے بہا وہ زمزم سے افضل ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ جس قبیلہ میں آئے وہ قبیلہ تمام قبیلوں سے افضل۔ حضور ﷺ جس خاندان میں آئے وہ خاندان تمام خاندانوں سے افضل۔ حضور ﷺ کے ماں باپ سارے جہان کے غیر نبی ماں باپ سے افضل۔ حضور ﷺ کے صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ سے افضل۔ حضور ﷺ کی آل پاک تمام رسولوں کے آل اولاد سے نفیس ترین۔ حضور ﷺ کی امت تمام رسولوں کی امت سے بہترین امت ہے۔ اسی طرح جس محفل میں حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو وہ محفل بھی ساری محفلوں سے افضل۔

حضور ﷺ کا گھر خدا کا گھر۔ حضور ﷺ کا دیکھنا خدا کا دیکھنا۔ حضور ﷺ کا بولنا خدا کا بولنا ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے (یعنی ہمارے نبی اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں فرماتے۔ جو کچھ فرماتے ہیں وہ رب کی وحی ہوتی ہے)۔ حضور ﷺ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ۔ حضور ﷺ کا پھینکا خدا کا پھینکا ﴿وَمَا رَمَيْكَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَئِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾ (الانفال ۱۲/۸) اور (اے محبوب) وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی تھی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ حضور ﷺ کی بیعت خدا کی بیعت ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۚ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۖ فَمَنْ نَكَتَ فَاِنْمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَسْئُوتُهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الفح ۱۰) وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ تو اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اسے بڑا ثواب دے گا۔

سارے جہانوں میں ذکرِ رسول کی بلندی : رفعت کے معنی ہیں بلندی۔

رفعتا کے معنی ہوئے ہم نے اونچا کر دیا آپ کا ذکر۔ اس اونچا کرنے کے معنی میں بہت گنجائش ہے اولاً تو یہ کہ تمام بڑوں کے ذکر تو زمین پر، مگر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چرچا زمین پر بھی اور آسمان پر بھی، جنت میں بھی۔ دُنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ پر سورج غروب ہو رہا ہے اور غروبِ آفتاب کے وقت مغرب کی اذان ہو رہی ہے اسی طرح ہر وقت کہیں نہ کہیں فجر ہو رہی ہے اور جہاں طلوعِ فجر ہے وہاں فجر کی اذان ہو رہی ہے علیٰ ہذا القیاس اور اذان میں جہاں اللہ کا نام بلند کیا جا رہا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کا نام بھی بلند کیا جا رہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دُنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ پر آپ کا نام بلند کیا جا رہا ہے اور جس طرح کلمہ شہادت میں اذان میں اور شہد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام رکھا ہے انبیاءِ سابقین میں سے کسی کا نام اپنے نام کے ساتھ نہیں رکھا۔

آپ کے ذکر کی رفعتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق، جنت، عرش و لوح، کرسی، قلم حتیٰ کہ ہر ذرّے ذرّے پر اپنے محبوب کا نام ثبت فرما دیا تاکہ لوگوں پر یہ واضح ہو جائے کہ جہاں تک میری رُبوبیت کا دائرہ ہے وہاں تک اس رسول کی رسالت ہے۔ اگر میں رب العالمین ہوں تو اس کو میں نے رحمۃً للعالمین بنایا ہے۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ بیشک پیدا کرنے والا میں ہوں لیکن ان کا مالک میں نے اپنے محبوب کو بنا دیا ہے کیونکہ مالک کے علاوہ کسی دوسرے کا نام شے پر نہیں لکھا جاتا۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جائیں خسر و اعش پہ اُڑتا ہے پھر یرا تیرا
اے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ آپ کی شان و عظمت بہت ہی بلند و بالا ہے آپ کا مقام اتنا بلند ہے کہ آپ کی عظمت کے جہنم کے عرشِ اعظم پر لہرا رہے ہیں۔ زمین والے آپ کی شان و شوکت کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ کاش وہ آپ کی بلند ترین شان و عظمت سے باخبر ہوتے جو عرش بلکہ لامکان تک پھیلی ہوئی ہے۔

حدیثِ قدسی میں ہے اِنَّمَا ذِكْرُكَ ذِكْرُتُ مَعِيَ جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں ساتھ تمہارا

ذکر ہوگا۔ رب تعالیٰ کا ذکر زمینوں میں بھی ہوتا ہے اور آسمانوں میں بھی، فرش پر بھی ہوتا ہے اور عرش پر بھی ہوتا ہے۔ لازمی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک بھی فرش و عرش پر ہوتا ہے بلکہ جنت میں بھی حضور ﷺ کے اسم گرامی کا بول بالا ہے حدیث پاک میں ہے کہ جنت کے درختوں کے ہر پتے پر حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لکھا ہوا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جس طرح ایک جھنڈا کعبہ معظمہ پر اور ایک بیت المقدس پر اور ایک زمین و آسمان کے درمیان نصب فرمایا، اسی طرح بحکم الہی آسمانوں کے اوپر بیت المعمور پر جو خانہ کعبہ کے بالکل سیدھ میں بالکل کعبہ جیسی ایک عمارت ہے ایک جھنڈا اس عمارت پر بھی لہرایا۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

ما ان مدحت محمدا بمقالتي لكن مدحت مقالتي بمحمد

میں نے اپنے کلام سے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہ کی بلکہ اُن کے ذکر پاک سے اپنے کلام کو قابلِ تعریف بنالیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور نبی مکرم ﷺ کو کوثر عطا فرمایا ﴿إِنَّا آعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ﴾ اے محبوب ہم نے آپ کو (خیر کثیر) بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ کوثر سے مراد حضور ﷺ کی نبوت اور فیوض و برکات کی کثرت، قرآن کریم، دین اسلام، صحابہ کرام کی کثرت، رفع ذکر امت کثیرہ ہے۔

اب تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ : ☆ رفعت ذکر کی ایک اہم صورت یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کے نام کو اپنے نام مبارک کے ساتھ متصل فرمادیا، مثلاً کلمہ طیبہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ) میں جہاں توحید کا اعلان ختم ہوتا ہے وہاں سے رسالت کی بات شروع ہو جاتی ہے۔ درمیان میں واؤ عاطفہ کا ذکر بھی نہیں حالانکہ دو ذاتوں کا ذکر ہے جس کا تقاضا عطف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ میرے اور میرے محبوب کے ناموں کے درمیان واؤ آجائے۔ یعنی ہم اگر چہ دو ہیں مگر ہم

میں دوئی کا تصور نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت، اتباع، محبت وغیرہ میں جہاں اپنا ذکر کیا ہے وہاں اپنے محبوب کا ذکر بھی متصل کیا ہے۔ سید قطب مصریؒ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: رفعناه في الملاء الاعلى ورفعناه في الارض ورفعناه في هذه الوجود جميعا رفعناه فجعلنا اسمك مقرونا باسم الله كلما تحركت به الشفاه هم نے آپ کا ذکر ملاء اعلیٰ میں بلند کر دیا اسی طرح زمین میں اور اس تمام روئے کائنات میں بھی اور ہم نے آپ کے اسم گرامی کو اپنے ساتھ اس طرح پیوست کر دیا ہے کہ جب بھی اللہ کا نام کوئی لے گا آپ کا بھی لے گا۔ ہر جگہ جہاں رب کا نام وہاں محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک۔ (کلمہ اذان، نماز، التبیات، خطبہ)

☆ بڑے بڑے نامور دنیا سے ایسے گئے کہ اُن کا نام بھی مٹ گیا مگر نہ مٹا تو اُن کا چرچا۔ لوگوں نے اُن کا ذکر بند کرنے کی بہت کوشش کی، بدعت کہا، شرک کے فتوے لگائے مگر وہ خود مٹ گئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ مٹ سکا۔

☆ سارے ملائکہ اور نبیوں سے آپ پر درود و سلام پڑھوایا گیا ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب/ ۵۹) بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے نبی مکرم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی (بڑے ادب و محبت سے) اُن پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه گویا ازل سے لیکر اب تک کوئی وقت نہیں گزرتا مگر اُس وقت میں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر صلوٰۃ پڑھتا رہتا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہو:

﴿سَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ (مریم/ ۱۵) سلامتی ہے اُن کی پیدائش کے دن اور اُن کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اُٹھائے جائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا﴾ (مریم/ ۳۳) اور مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مَرُوں (وفات پاؤں) اور جس دن زندہ اُٹھایا جاؤں۔

حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر یوم ولادت، یوم وفات اور یوم بعثت (جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں) صرف تین بار اللہ تعالیٰ نے سلام نازل کرنے کا ذکر فرمایا اور نبی کریم ﷺ پر زمان و مکان کی کسی قید کے بغیر اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ نازل کرنے کا ذکر فرمایا۔ پھر وہاں سلام کا ذکر تھا یہاں صلوٰۃ کا ذکر ہے۔ وہاں تین ایام کی قید ہے یہاں اعداد و شمار کا ذکر نہیں ہے۔ نہ الوہیت کے عدم کا تصور ہے نہ آپ کے ذکر کے انقطاع کا تصور ہے۔

عہدِ میثاق اور ذکرِ رسول : میثاق کے دن سارے نبیوں نے آپ کا کلمہ پڑھا۔ ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ قَالَ ۚ أَأَقْرَضْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۚ قَالُوا أَقْرَضْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا ۚ وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝﴾ (ال عمران ۸۱/۳) اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو عطا کروں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اُس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا، کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھالیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

حق تعالیٰ نے سارے پیغمبروں سے اور بالواسطہ اُن کی امتیوں سے روزِ میثاق یہ عہد لیا کہ اے گروہ انبیاء جب میں تمہیں دنیا میں بالواسطہ یا بالواسطہ اپنی کتاب یا صحیفہ اور اپنا علم و حکمت عطا فرماؤں، تمہیں تنغہ نبوت سے سرفرازی بخشوں، پھر اسی حال میں جبکہ تمہاری نبوت کا آفتاب خوب چمک رہا ہو اور تمہارا کلمہ پڑھا جا رہا ہو، تمہارے نام کے ڈنکے بج رہے ہوں وہ پچھلا پیغمبر دُعاے خلیل اور بشارت عیسیٰ ساری خلقت کا بادی، عرش و فرش کا بادشاہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تمہارے پاس تشریف لائے تو تم اُن کا کلمہ پڑھ کر اُن پر ایمان لانا اور ہر طرح اُن کی امداد کرنا، اور اعانت کرنا، بولو کیا اقرار کرتے ہو، اور اس

بھاری ذمہ کو اٹھاتے ہو؟ تمہیں یہ بات منظور ہوگی؟ سب نے عرض کیا اے مولیٰ! ہم سب کو اس کا اقرار ہے تجھ سے عہد کرتے ہیں اور اس کی پابندی کریں گے۔ فرمایا اچھا تم سب ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ۔ صرف تمہاری گواہی پر ہی بس نہیں بلکہ ہماری شہادی گواہی بھی اس میں شامل ہے۔ ہم بھی تمہارے ساتھ گواہ ہیں۔ خیال رہے کہ جو کوئی اس عہد و پیمان کے بعد اس نبی پر ایمان لانے سے منہ موڑے گا وہ کافر ہوگا۔

محفل میلا دشریف سنت الہیہ ہے۔ دیکھو مجلس بیثاق میرے حضور علیہ السلام کی محفل تھی جس میں حق تعالیٰ حضور کا میلاد فرمانے والا، بزم انبیاء سننے والی تھی۔ نبوت کی شیرینی اس مجلس کا تبرک تھا جو بقدر قابلیت انبیاء کو تقسیم ہوا۔ خیال رہے کہ ذکر ولادت ہی کا نام محفل میلا دے خواہ آئندہ کے لحاظ سے ہو یا گذشتہ زمانہ کے اعتبار سے۔

میرے رسول کی میلاد کے صدقے میں کسی کو نبوت ملی کسی کو ولایت ملی کسی کو قرآن ملا کسی کو انجیل ملا کسی کو زبور عطا ہوئی کسی کو توریت ملی۔۔۔ اور ہم سب کو رسول کی غلامی مل گئی۔ رسول کا کلمہ پڑھنے کی سعادت مل گئی۔ ایمان والوں کو ایمان ملا اور کفر والوں کو رسول کی دھرتی پر رہنے کی مہلت مل گئی۔۔۔ یہی ذکر میلا د مصطفیٰ ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول کی میلاد کا ذکر کرنا سنت کبریٰ ہے اور ذکر کا شتہ سنت انبیاء ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے بلندی کو اپنی طرف اس لئے نسبت کیا کہ کسی کو عزت ملتی ہے کنبہ و خاندان سے کسی کو دولت سے کسی کو کسی خاص دن میں پیدا ہونے سے کسی کو کسی کی وجہ سے..... مگر ہمارے محبوب کو کسی سے عزت نہیں ملی بلکہ سب کو ان سے عزت ملی۔ اور ان کو ان کے رب نے عزت دی۔ اسی لئے آپ کی ولادت پاک نہ تو جمعہ کو ہوئی نہ شنبہ کو اور نہ اتوار اور نہ منگل کو۔ کیونکہ جمعہ تو اسلام کا معظم دن ہونے والا تھا، شنبہ یہودیوں کا، اتوار عیسائیوں کا، اور منگل مشرکین کا۔ دو شنبہ (بیر) کو ولادت ہوئی تاکہ اس دن کو حضور ﷺ سے عزت ملے۔

اسی طرح رمضان وغیرہ کسی مشہور مہینہ میں ولادت نہ ہوئی بلکہ ربیع الاول میں ہوئی تاکہ اس مہینہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عزت ملے، نیز آپ کی ولادت بیت المقدس میں نہ ہوئی کہ کوئی کہتا چونکہ وہ نبیوں کا شہر ہے اس لئے اس جگہ پیدا ہونے سے آپ کو

عزت بڑھ گئی اور نہ کسی سرسبز ملک میں ولادت ہوئی کہ کوئی سیر کرنے کو جائے اور زیارت بھی کر آئے، بلکہ مکہ مکرمہ عرب کا خشک ملک آپ کی ولادت کے لئے منتخب کیا گیا، پھر مکہ مکرمہ میں آپ کو نہ رکھا کہ کوئی شخص آپ کی زیارت حج بیت اللہ کے طفیل نہ کرے بلکہ مدینہ منورہ میں رکھا گیا کہ زیارت سرکار کے لئے علیحدہ سفر کرو۔ کعبہ معظمہ کی طرف بھی نماز اسی لئے ہوئی ہے کہ محبوب نے اس کو قبلہ بنا دیا۔ اسی لئے پہلے بیت المقدس کو قبلہ بنایا، اور پھر کعبہ کو۔ اگر پہلے ہی سے کعبہ معظمہ قبلہ ہوتا تو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ظاہر نہ ہوتی۔

حق یہ ہے کہ دنیا و آخرت، دوزخ و جنت، مومن و کافر..... بلکہ شیاطین بھی انہی کی رفعت ذکر کے لئے بنائے گئے کہ مومن تو ان کے گیت گائیں۔ کفار ان کا ذکر روکیں تو ذکر کی اور بھی اشاعت ہو۔ جنت میں ان کے فرمانبردار جائیں اور دوزخ میں ان کے دشمن ٹھونس دیئے جائیں۔ دیکھو رب تعالیٰ نے شیطان کو علم و ادب، تقرب، تصرف سب کچھ دے کر ایک جدے کے انکار سے مردود کیا۔ اُسے بلند کر کے نیچے گرا دیا تاکہ قیامت تک کے علماء، صوفی، مشائخ، عابد، عارف، خطباء، واعظین..... عبرت پکڑیں کہ اس بارگاہ کی بے ادبی سے سارا کیا کرایا اکارت جاتا ہے۔ سجدہ آدم دراصل نور محمدی کو سجدہ تھا۔

انسان اپنی بنائی چیز خود بگاڑ سکتا ہے مگر رب تعالیٰ کی بنائی چیز کسی کے بگاڑے نہیں بگڑتی۔ انسان، چراغ اور موم بنی بجا سکتا ہے کیونکہ انہیں انسانوں نے ہی روشن کیا تھا لیکن چاند سورج کسی کی پھونک سے نہیں بجھتے کیونکہ رب تعالیٰ کے روشن کئے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ کی رفعت کو اپنی طرف نسبت فرما کر یہ بتایا کہ تمہاری بلندی کسی مخلوق کی طرف سے نہیں۔ محض ہماری عطا ہے لہذا انہیں کوئی نیچا نہیں کر سکتا بلکہ جو تمہیں نیچا کرنا چاہے گا وہ خود نیچا ہو جائے گا، اور جو تمہارا چرچا کرے گا اس کا دنیا میں چرچا ہو جائے گا۔ رفعتا کو ماضی فرما کر یہ بتایا کہ تمہاری بلندی آج کی ہی نہیں، بہت پہلے کی ہے اور ماضی کو مطلق فرما کر ارشاد فرمایا کہ تمہاری بلندی گذشتہ کے قرب و بعد کی قید سے آزاد ہے۔ ہر زمان تمہاری آن بان اور شان اعلیٰ رہی۔ حق تو یہ ہے کہ یہ ماضی و حال مستقبل فقط سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ ان کی بلندی جب سے ہے جب نہ ماضی تھی نہ مستقبل۔ یعنی زمانہ سے پہلے انہیں بلندی ملی۔

آپ بلند ہی نہیں بلکہ بلندیوں کے مالک ہیں : لَفْظُ لَكَ (تیری خاطر)
کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ رفعتِ ذکر اس طور پر ہو کہ کوئی اس میں آپ کا شریک و شیم نہ ہو
تا کہ یہ آپ کی خصوصیت بن سکے۔ لَكَ اس لئے بڑھایا گیا کہ جس سے معلوم ہو کہ بلندی
اور رتبہ آپ کی ملک کر دیا گیا کہ جس کو آپ بلند فرمائیں وہ بلند ہو جائے اور جس کو حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام دھتکا دیں اُس کو دونوں جہاں میں کہیں بھی پناہ نہ ملے۔
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

رفعتِ ذکر کی بعض صورتیں : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کے بارے میں فرمایا
اتَانِي جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ اَتَدْرِي كَيْفَ رَفَعْتَ ذِكْرَكَ
قُلْتُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذَكَرْتَ ذِكْرَكَ مَعِيَ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے
پاس آئے اور کہا کہ آپ کا رب کریم پوچھتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر
کو کس طرح بلند کیا؟ میں نے جواب دیا: اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے رفعِ ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ
کا بھی میرے ساتھ ذکر کیا جائے گا (بخاری شریف)

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں : نبوت و رسالت اور دیگر فضائل
و مراتب کے ساتھ اس سے بڑھ کر رفعِ ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ جیسے حق سبحانہ و تعالیٰ نے کلمات
شہادت میں حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نامی اپنے اسم گرامی کے ساتھ ملایا۔
حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور
مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا
جیسے ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾
جب کہ دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام کو اُن کے اسماء گرامی کے ساتھ یاد فرمایا جیسے ﴿وَمَا لَكَ
بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ...﴾ ﴿يَعِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ...﴾ ﴿وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ...﴾۔

(ہمارے حضور ﷺ کو کہیں یا احمد یا محمد کہہ کر نہیں پکا را۔ جہاں پکا را پیارے القاب سے پکا را) اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں حضور ﷺ کا ذکر جمیل فرمایا اور تمام انبیاء و رسل سلام اللہ علیہم اجمعین اور اُن کی امتوں سے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان کا عہد لیا۔ آج دنیا کا کوئی آباد ملک ایسا نہیں جہاں روز و شب میں پانچ بار حضور ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

اس میں ہم غلاموں کو تعلیم ہے کہ جب ہم اُن کے رب ہو کر انہیں نام لے کر نہیں پکا رتے اور تم تو اُن کے غلام، نمک خوار ہو، تمہیں نام لے کر پکا رنے کا حق کیسے پہنچ سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ محبوب ﷺ کی امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو کہا کریں گے کہ یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ اُن کا منہ بند کرنے کے لئے اپنے حبیب کو جگہ جگہ پکا راتا کہ بتایا جائے کہ یہ تو میری سنت ہے۔ شرک کیسا؟

مصیبت میں زبان سے میری نام پاک کیا نکلا! مصیبت خود بنی میرا سہارا یا رسول اللہ حضور ﷺ کو دُور یا نزدیک سے پکا رنا جائز ہے اُن کی ظاہری زندگی پاک میں بھی اور بعد وفات شریف بھی، خواہ ایک ہی شخص عرض کرے یا رسول اللہ یا ایک جماعت مل کر نعرہ رسالت لگائے یا رسول اللہ ہر طرح جائز ہے (جاء الحق) حضور ﷺ کو نہاء کرنا قرآن کریم، فعل ملائکہ، فعل صحابہ کرام اور عمل امت سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا محمد اخبرنی عن الاسلام نہاء پائی گئی۔

مجاہد، قتادہ، محمد بن کعب، ضحاک اور حسن وغیرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس بارے میں کہا لا اذکر الا ذکرت معی کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا ذکر نہ ہوگا مگر تیرا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ہوگا۔ (ابن کثیر) سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وشق له من اسمه ليحله
فذل العرش محمود هذا محمد
وضو الاله اسم النبي الى اسمه
اذا قال في الخمس المؤذن اشهد
حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت و قدر افزائی کے لئے اُن کا نام نامی

اپنے نام سے نکالا تو عرش کا مالک محمود ہے اور آپ (ﷺ) محمد ہیں اور اللہ نے نبی کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے جب کہ پانچوں وقت اذان میں اذان دینے والا اَشْهَد (میں گواہی دیتا ہوں) کہتا ہے۔ اہل آسمان اللہ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے ہیں آپ کا نام گرامی ساقی عرش، قصور جنت کی ہر اینٹ پر، حور و غلمان کی پیشانیوں پر، اشجار جنت کے تمام پتوں پر اور انہار جنت کے کنارے پڑے تمام کوزوں پر لکھا ہوا ہے حتیٰ کہ لوح محفوظ کے مرکز میں لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ محمد عبده ورسوله ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت رسالت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و بندگی کی تصدیق بے فائدہ ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہی رہے گا اور ایمان کی لذت سے بہرہ مند نہ ہوگا۔ قنادہ کا قول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر دُنیا میں بلند ہے اور آخرت میں بھی بلند ہے۔ (تفسیر الحنات، علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی)

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب کا نام بھی نقش فرما دیا ہے۔ جس طرح ہم اپنی چیزوں پر اپنا نام لکھواتے ہیں کہ دیکھنے والا پہلی نظر میں جان لیتا اور پہچان لیتا ہے کہ اس کا بنانے والا اور مالک کون ہے۔ بلاشبہ اسی طرح ہر چیز پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تحریر تجلّی فرما کر پروردگار عالم نے یہ ارشاد فرما دیا کہ اے دُنیا و آخرت کی نعمتوں کو دیکھنے والو! اے جنت النعیم کے جہانستان کا نظارہ کرنے والو! تم ہر چیز پر لا الہ الا اللہ لکھا دیکھ کر یہ سمجھ لو کہ اس چیز کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ پڑھ کر یہ یقین کر لو کہ خُدا کی عطا سے اس وقت اس چیز کے مالک محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

رب ہے مُعطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

زمین و آسمان بلکہ سارے جہان کی ہر ہر چیز جس طرح اللہ تعالیٰ کو جانتی پہچانتی اور مانتی ہے اسی طرح ہر ہر چیز پیارے مصطفیٰ سید عالم ﷺ کو بھی جانتی پہچانتی اور مانتی ہے چنانچہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کُل شئیء یعلم انی رسول اللہ الا کفرة الانس والجن یعنی ان انسانوں اور جنوں کے سوا جو کافر ہیں ہر ہر چیز مجھے اللہ کا رسول مانتی ہے

چنانچہ معجزات نبوت کی روایات بتا رہی ہیں کہ زمین، آسمان، پانی، سورج، چاند، آگ، ہوا، پہاڑ، جانور، درخت..... تمام کائنات عالم مدنی تاجدار کی فرماں بردار ہیں۔

حضور ﷺ کے سوانح پر اپنوں اور بیگانوں نے جتنی کتابیں لکھی ہیں دُنیا کے کسی نبی، مصلح، فاتح اور سلطان کے بارے میں نہیں لکھی گئیں۔ بے شمار اعلیٰ پایہ کے لوگوں نے حضور کریم کے ذکرِ پاک کو بلند کرنے کے لئے جس طرح اپنی زندگیاں، اپنی علمی قوتیں، روحانی لطافتیں، اپنا مال اور اپنے وسائل وقف کیے ہیں، کسی دوسرے کے بارے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے عشاق نے نثر و نظم میں انسانیت کو جو پاکیزہ ادب عطا فرمایا ہے اس کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ لادینیت کے اس دور میں بھی آپ کے دین کی تبلیغ اور آپ کی سنت کے احیاء کی کوششیں بڑے خلوص سے کی جا رہی ہیں۔ آپ کا نام پاک لے کر، آپ کا ذکرِ خیر کر کے اور آپ کے محاسنِ سُن کر کروڑوں دلوں کو جو سرور و فرحت نصیب ہوتی ہے اس کا جواب نہیں۔ اپنے تو رہے ایک طرف، بیگانوں اور متعصب مخالفوں کو بھی بارگاہِ رسالت میں خراج عقیدت پیش کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا۔

اگر آپ اُن حالات کو پیشِ نظر رکھیں جن حالات میں یہ آیت نازل ہوئی اور پھر اس آیت کو پڑھیں تو اس کے پڑھنے کا لطف دہ چند ہو جائے گا۔ ساری دُنیا مخالف ہے۔ مکہ کے نامور سردار اور عوام چراغِ مصطفویٰ کو بجانے کے درپے ہیں جس گلی سے گزرتے ہیں وہاں غلاخات کے ڈھیر لگا دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتے ہیں تو مَرے ہوئے اونٹ کا اوجھ اُٹھا کر گردنِ مبارک پر لاد دیا جاتا ہے۔ ان حالات میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کون یہ تصور کر سکتا تھا کہ اُن کا ذکرِ پاک دُنیا کے گوشہ گوشہ میں بلند ہوگا۔ اُن کے دین کی روشنی سے مہذب دُنیا کا بہت بڑا علاقہ منور ہوگا اور کروڑوں انسان اُن کے نام پر جان دینے کو اپنے لئے باعثِ سعادت تصور کریں گے لیکن جو وعدہ مولا کریم نے اپنے برگزیدہ بندے اور محبوب رسول کے ساتھ کیا، وہ پورا ہو کر رہا اور قیامت تک ذکرِ محمدی کا آفتاب صوفشانیاں کرتا رہے۔ (تفسیر فیاء القرآن)

ہٹ گئے ملتے ہیں ہٹ جائیں گے اعدائے
نہ دھاپے نہ مٹے گے کبھی چرچا تیرا

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ لَکَ سے معلوم ہوا کہ یہ بلندی ذکر حضور ﷺ سے خاص ہے کہ رب تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ہے۔ عرش و فرش، جنت و طوبیٰ میں آپ کا چرچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو اور رسول کے ذکر کو ایک بتایا۔۔۔ محبت الہی اور محبت رسول کو ایک بتایا۔ اطاعت الہی اور اطاعت رسول کو ایک بتایا۔ عظیم الہی اور عظیم رسول کو ایک بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانی اور رسول کی نافرمانی کو ایک بتایا۔ اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو بیلا نا ایمان ہے اور الگ کرنا کفر ہے..... اللہ رسول کی محبت میں تفریق نہ کرنا۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (النساء/۵۹) اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء/۸۰) جس نے رسول کی فرمانبرداری کی بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب/۷۱) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے حکم میں کوئی تفریق نہیں فرمائی ہے۔ ایک ساتھ دونوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا مومنین کو حکم دیا ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (النساء/۱۳۹) وہ جو اللہ اور رسول کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسول کو جدا کر دیں۔

اس آیت نے بتایا کہ اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو بیلا نا ایمان، بلکہ جان ایمان ہے اور اللہ سے رسول کی اطاعت اور احکام کو الگ سمجھنا کفر بلکہ کفر کی جان ہے۔ جیسے لیسپ کی حق کا نور چنی کے رنگ سے ملا ہوتا ہے یا جیسے نوٹ کی سرکاری مہر اس کے کاغذ سے ملی ہوتی ہے۔ مہر کے بغیر کاغذ بیکار ہے، ایسے ہی نبوت کا توحید سے ملا رہنا ضروری ہے۔ رب تعالیٰ نے کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ملا یا کہ اول جزء میں اللہ آخر میں آیا (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اور دوسرے جزء میں محمد اول ہے۔ تاکہ اللہ و محمد کے درمیان حرف کا فاصلہ بھی نہ رہے۔

غرض کہ اللہ رسول کے ذکر، اطاعت اور احکام میں فرق پیدا کرنا کفر، اور فرق کو ختم کر تے ہوئے بیان کرنا ایمان ہے۔ جو سلسلہ وحی و نبوت کو تسلیم نہیں کرتا، اُسے نہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا صحیح علم ہوتا ہے اور نہ اُسے عبادت کا وہ طریقہ معلوم ہو سکتا ہے جو قرب الہی کا باعث ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفات تقدیس و کمال کو نہ پہچانا اور اُس کی عبادت کے صحیح طریقوں کو نہ جانا تو اللہ کو کیا پہچانا؟

اللہ اور رسولوں کے درمیان فرق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور احکامات کو مانے اور رسول کی عظمت، اطاعت اور احکامات کو ماننے سے انکار کر دے، یا ہلکا اور غیر اہم جانے، یا رسول کی تعلیمات کو ناقص اور ناکافی سمجھے۔

حضور ﷺ صفات الہیہ کے مظہر ہیں صفات الہیہ سے متصف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے انا جلیس من ذکونی جو میرا ذکر کرے گا، میں اس کا ہم نشین ہوں۔ جو میرا ذکر کرے گا میں اس کے قریب ہوں۔ میں اس کا جلیس ہوں، تو رسول اس کے بھی مظہر۔ انا جلیس من ذکونی جو رسول کا ذکر کرے گا رسول اس کے قریب ہیں۔ چاہے آپ دیکھو، چاہے نہ دیکھو۔ مشاہدہ کرو، نہ کرو۔ بہر حال آپ رسول کے قریب ہیں۔ ہم اپنے کو اُن کی بارگاہ میں حاضر مانتے ہیں۔ ہم حاضر ہیں وہ ناظر ہیں۔ ہم اُن کی بارگاہ میں حاضر ہیں ہم کو دیکھ رہے ہیں۔

اے محبوب! تیرے ذکر کے بغیر میرا ذکر ایمان نہیں بنتا : حضرت ابوالعباس احمد بن محمد ابن عطاء البغدادی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو رفعت ذکر حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائی ہے اس کا معنی یہ ہے: جعلت تمام الایمان بذکری معک (الشفاء) میرا ذکر ایمان تب قرار پائے گا جب ساتھ تیرا ذکر بھی ہوگا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (عبادت کے لائق) نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہی کلمہ توحید ہے جسے پڑھ کر انسان صاحب ایمان بنتا ہے یہی کلمہ توحید بندے کی طرف سے توحید اور رسالت کو دل سے قبول کرنے اور زبان

سے اظہار کا اقرار ہے اسی کلمہ توحید کے اقرار کے لئے اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ پر لکھ دیا۔ کلمہ توحید کے دو جز ہیں پہلا جزء لا الہ الا اللہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو۔ اسلام کے سارے نظام فکر و عمل کی بنیاد توحید پر ہے زمین و آسمان کی اس کائنات میں عبادت و بندگی کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے وہ اکیلا سب کا معبود ہے الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے کمالات کی جامع اور جملہ نقائص سے اس کی ذات منزہ اور پاک ہے۔ کلمہ طیبہ کا دوسرا جزء محمد رسول اللہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت ہے یعنی توحید کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار و تصدیق کرنا اور شہادت دینا ہے۔ ان دونوں جزءوں کو دل و جان سے قبول کرنے کا نام ایمان ہے۔ اسلام کا دعویٰ ہے لا الہ الا اللہ اور اس دعوے کی دلیل ہیں محمد رسول اللہ توحید دعویٰ ہے رسالت دلیل ہے۔ لا الہ الا اللہ دعویٰ ہے محمد رسول اللہ دلیل ہے۔ لا الہ الا اللہ دعوت ہے محمد رسول اللہ داعی ہیں۔ لا الہ الا اللہ ہدایت ہے محمد رسول اللہ ہادی ہیں۔ لا الہ الا اللہ ذکر ہے محمد رسول اللہ ذاکر ہیں۔ لا الہ الا اللہ ارشاد ہے محمد رسول اللہ مُرشد ہیں۔ لا الہ الا اللہ کلام ہے محمد رسول اللہ متکلم ہیں۔۔۔ جو داعی کو نہ مانے گا وہ دعوت کو کیا مانے گا۔ جو ہادی کو نہ مانے گا وہ ہدایت کو کیا مانے گا۔ جو قائل کو نہ مانے گا وہ قول کو کیا مانے گا۔ جو ذاکر کو نہ مانے گا وہ ذکر کو کیسے مانے گا۔ رسالت کو تسلیم کرنے کے بعد ہی توحید کی دعوت کو قبول کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص ساری زندگی اللہ کرتا رہے مگر وہ اس کے محبوب کا ذکر نہ کرے تو اس کے ذکر کو رد کر دیا جائے گا۔ یہ ایمان نہیں بلکہ اسے منافقت قرار دیا جائے گا۔

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں : لا یصح ولا یعتد بہ شرعا ما لم یتلفظ بکلمتیہ اقرار حقیقۃ وحدانیۃ تعالیٰ وحقیقۃ رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم (شرح الشفاء) کہ واقعہ جب تک کوئی شخص دونوں باتوں توحید باری اور رسالت محمدی کو نہ مانے اس کے ایمان کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

اے محبوب تیرے ذکر کو میں اپنا ذکر قرار دیتا ہوں : حضرت ابن عطاء سے منقول ہے جعلتك ذكرا من نكري فمن نكرك ذكرتي (الثناء) میں نے تجھے سراپا اپنا ذکر قرار دے دیا ہے پس جس نے تجھے یاد کر لیا اُس نے مجھے یاد کر لیا۔ حضرت ملا علی قاری رفعتِ ذکر پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

لا يبعد ان يقال المراد برفع ذكره انه جعل ذكره ذكرا كما جعل طاعته طاعته رفعتِ ذکر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا ہے جس طرح آپ (ﷺ) کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ ولا مقام فوق هذا في المرتبة (شرح الثناء) اس سے بڑھ کر مرتبہ میں کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم کے ذکر کو بعینہ اپنا ذکر قرار دے دیا ہے یعنی حضور کی نعت اور آپ پر درود و سلام اللہ ہی کا ذکر ہے تو واقعہ اس سے بڑھ کر اس کائنات میں کوئی مرتبہ و مقام نہیں ہو سکتا۔

الثناء کے محشی علامہ علی محمد البجاوی اس معنی کی تصریح کرتے ہیں :

كان نكرك عين نكري آپ کا ذکر میرے ذکر کا عین ہے۔

ذکرِ مصطفیٰ کی عظمت : سب سے پہلے مصطفیٰ کا ذکر کبریائے کیا اور سارا عالم خطاب الہی کا مخاطب تھا، گویا سارا عالم اجتماعِ عظیم ہے اور خدا میلا مصطفیٰ کا ذکر فرما رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی مجمع میں مصطفیٰ کا ذکر کرنا خدا کی سنت ہے اور مصطفیٰ کا ذکر انمٹ چیز ہے۔ اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ذکر کرنے کے لئے ذکر کی ضرورت ہے جس طرح کوئی فعل، فاعل کے بغیر وجود میں نہیں آ سکتا، اسی طرح کوئی ذکر ذکر کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ایک ہے ذکرِ خدا، ایک ہے ذکرِ مصطفیٰ۔ خدا کا ذکر مخلوق کرتی ہے اور مصطفیٰ کا ذکر خالق کائنات کرتا ہے اور ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جس دن سب فنا ہو جائیں گے نہ ذکر رہے گا نہ ذکر رہے گا ارشادِ باری ہے ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ ساری کائنات فنا ہو جائے گی باقی رہنے والی خدا کی ذات ہے۔

تو نتیجہ نکلا کہ ساری کائنات فنا ہو جائے گی لیکن مصطفیٰ کا ذکر باقی رہے گا اس لئے کہ مصطفیٰ کا ذکر کبریا کر رہا ہے جو باقی ہے اور باقی رہے گا۔ پتہ چلا کہ نہ خدا مٹ سکتا ہے نہ ذکر مصطفیٰ مٹ سکتا ہے بلکہ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے والا خود ہی مٹ جائے گا۔

مٹ گئے بنتے ہیں مٹ جائیں گے اعدائے

نہ ہٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

مصطفیٰ کا ذکر اذانوں میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر نمازوں میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر عبادت میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر ریاضت میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر حقیقت میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر معرفت میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر ملائکہ میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر قرآن عظیم میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر تورات کے اوراق میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر زبور کے صفحات میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر انجیل کے پاروں میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر جنت کی بہاروں میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر دُنیا کے نظاروں میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر آسمان کی بلندی میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر زمین کی پستی میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر پہاڑ کی چوٹیوں پر ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر دریا کی روانی میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر موجوں کی طغیانی میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر سمندر کی سیلابی میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر کائنات کے ذرہ ذرہ میں ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے اذان کو مٹانا ہوگا۔ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے نمازوں کو مٹانا ہوگا۔ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے سمندر کو مٹانا ہوگا۔ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے ملائکہ کو مٹانا ہوگا۔ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے قرآن کو مٹانا ہوگا۔ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لئے خدا کو مٹانا ہوگا۔ اور قرآن کا مٹانا غیر ممکن ہے۔ نمازوں کا مٹانا غیر ممکن ہے۔ خدا کا مٹانا غیر ممکن ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مصطفیٰ کا ذکر مٹانا بھی غیر ممکن ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہا ہے ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

حضور ﷺ کا ذکر کہاں نہیں : اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے ذکر کو وہ رفعت بخشی جو کسی کو نہیں ملی۔ قانونِ قدرت ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے

وہاں اُس کے محبوب کریم ﷺ کا ذکر ہوتا ہے جیسے کلمے، نماز، اذان، خطبہ، قرآن میں..... جہاں بھی ذکرِ خدا ہوتا ہے وہاں ذکرِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے مگر ایک مقام ایسا آتا ہے جہاں ذکرِ خدا تو ہوتا ہے مگر وہاں مُصطفیٰ (ﷺ) کا نام نہیں لیا جاتا۔ دیکھئے آپ کسی حلال جانور کو ذبح کرتے ہیں تو پڑھتے ہیں بسم اللہ اللہ اکبر۔ اور پھر چھری چلا دیتے ہیں۔ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں اُس کے محبوب ﷺ کا نام نہیں لیتے۔ اس لئے کہ مالک کی منشاء و مرضی یہی ہے۔ اے محبوب! جب جانور کے گلے پر چھری میرا نام لے کر چل رہی ہوگی تو مجھ پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اگر میری ذات رحیم و کریم ہے تو قہار و جبار بھی..... مگر اے محبوب! جانور کی گردن پر چھری چلتے وقت تیرا نام نہ لیا جائے، اس لئے کہ میں نے تجھے عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ تو جب جانور کی گردن پر چھری چلتی ہے تو بسم اللہ اللہ اکبر۔ تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں لیا جاتا ہے۔ نعرہ تکبیر بلند ہوتا ہے، نعرہ رسالت نہیں لگایا جاتا۔ جن جلسوں میں نعرہ تکبیر لگایا جاتا ہے اور نعرہ رسالت نہیں لگایا جاتا..... تو مجھے یہ کہنے دو جہاں جانور ذبح ہوتا ہے وہاں نعرہ رسالت نہیں لگایا جاتا اور جہاں ایمان ذبح ہو رہا ہوتا ہے وہاں اُس جلسے میں نعرہ رسالت نہیں لگایا جاتا۔

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ
دی زبانِ حق نے ثنائے مصطفیٰ کے واسطے دل دیا حُبِ حبیبِ کبریا کے واسطے
ہم نعرہ تکبیر بھی لگاتے ہیں اور نعرہ رسالت بھی بلند کرتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بھی بیان کرتے ہیں اور محبوبِ خدا ﷺ کی نعت شریف بھی پڑھتے ہیں۔

حضور ﷺ رفیع الدرجات ہیں : قرآن مجید ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ یہ رسول جن کو ہم نے ایک دوسرے پر فضیلت بخشی ہے (نفسِ نبوت میں تو سب انبیاء کرام برابر ہیں مگر فضائل و مراتب کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہے)

حضور ﷺ کے درجات کی بلندی کس قدر ہے یہ اُن کا خالق ہی جانتا ہے۔ حضور ﷺ

سے پہلے آنے والے انبیاء کا دائرہ نبوت وسیع نہ تھا بلکہ زمانی و مکانی حدود کے اندر تھا مگر حضور ﷺ اس شان کمال کے نبی و رسول ہیں کہ جب تک کائنات افق پر آفتاب اپنی تابانیوں کے ساتھ روشنی بکھیرتا رہے گا اس وقت تک نبوت محمدی کا پرچم اہم اتار رہے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب میں آسمانوں اور زمین کے کاموں سے جن کے پورا کرنے کا مجھے حکم دیا گیا فارغ ہوا تو میں نے اللہ رب العزت کے حضور عرض کیا کہ اے پروردگار ! مجھ سے پہلے جتنے بھی تو نے انبیاء کرام بھیجے ہیں تو نے ان سب کو عزت بخشی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا، حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مخر کر دیئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کر دیئے، اے اللہ ! تو نے میرے لئے کیا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے حبیب ! کیا میں نے تجھے افضل چیز عطا نہیں فرمائی؟ جب میرا ذکر ہوگا تو وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا اور میں نے آپ کی امت کے سینوں کو انجیلیں بنا دیا ہے یعنی قرآن کے لئے محفوظ بنا دیا ہے اور وہ قرآن کو زبانی پڑھے گی اور یہ شرف میں نے کسی اور امت کو نہیں دیا اور میں نے تجھے عرش کے خزانوں میں ایک خزانہ عطا کیا یعنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نہیں طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہیں طاقت نیکی کرنے کی مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔ (تفسیر ابن کثیر)

قائدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کا یہ فرمانا کہ میں نے آپ کا ذکر بلند کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں یوں بلند فرمایا کہ کوئی خطیب اور کوئی کلمہ پڑھنے والا ایسا نہیں مگر وہ بلند آواز سے پکارتا ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ (درمثور)

حضرت شیخ بازید بسطامی فرماتے ہیں :

عام مومنوں کے مقام کی انتہاء ولیوں کے مقام کی ابتدا ہے۔

ولیوں کے مقام کی انتہاء شہیدوں کے مقام کی ابتدا ہے۔

شہیدوں کے مقام کی انتہاء صدیقیوں کے مقام کی ابتدا ہے۔

صدیقیوں کے مقام کی انتہاء نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے۔

نبیوں کے مقام کی انتہاء رسولوں کے مقام کی ابتدا ہے۔
 رسولوں کے مقام کی انتہاء اولعزم کے مقام کی ابتدا ہے۔
 اولوالعزم کے مقام کی انتہاء حضور ﷺ کے مقام رفیع کی ابتدا ہے۔
 اور آپ (ﷺ) کے مقام رفیع کو کوئی انسان نہیں جان سکتا۔

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ آپ کو سر بلندی عطا فرمائی ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کو اسی حیثیت سے جانتا اور پہچانتا ہے ہاں بعض ایمان سے محروم جن و انسان آپ کو اسی حیثیت سے نہیں جانتے پہچانتے..... اس لئے کوئی نبوت کا مدعی نظر آتا ہے تو کوئی ہمسری کا دعویدار کوئی سرے سے منکر رسالت ہے تو کوئی منکر سلطنت و اختیار۔ عصر حاضر میں بیسیوں فرقے موجود ہیں جو نبی اور صفات نبی کے انکار جیسے جرم کے مرتکب ہیں اور ایسے ناقابل معافی جرائم کے مرتکبین صرف انسان و جنات ہی میں پائے جاتے ہیں اور کسی مخلوق میں نہیں۔ خود حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ما من شیئی الا ویعلمنی انی رسول اللہ الامردۃ الجن والانس کہ مجھے کائنات کی ہر چیز جانتی پہچانتی ہے سوائے سرکش جن اور انسان کے۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی شان رفعت و منزلت کا کیا کہنا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی زندگی عطا فرمائی کہ کائنات عالم سے تمام تجاہات آپ کی نگاہوں سے اٹھا دیئے گئے اور آپ (ﷺ) اپنی مرقد منورہ میں جلوہ افروز ساری کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور زمین کے تحت الثریٰ سے لے کر عرش اعلیٰ تک آپ (ﷺ) کی نگاہوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

شیخ الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں:
 یا رسول اللہ ! جب میں روضہ اقدس پر پہنچ سکتا تھا تو اپنی روح کو بھیج دیتا تھا اور وہ میری نائب تھی، اب میں خود آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ کرم فرمائیے اپنا دست مبارک نکالنے تاکہ میرے لب اس سے برکت حاصل کریں، تو رسول اکرم ﷺ کا دست مبارک باہر نکل آیا۔ (جواہر البحار)

حضور انور ﷺ کے درجات اس قدر بلند ہیں کہ آپ (ﷺ) نے معراج کی رات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ جب بیت المقدس میں آپ (ﷺ) پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہاں آپ کا استقبال کیا۔ پھر انبیاء کے ساتھ آپ (ﷺ) کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب سرکارِ آسمانوں پر جلوہ گر ہوئے تو چھٹے آسمان پر موجود پایا۔ یہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جو بیک وقت کئی جگہ پر موجود تھے تو آپ (ﷺ) کائنات کے گوشے گوشے میں موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب طور پر آ کر تجلیاتِ الہی میں سے ایک صفائی تجلی کا عکس دیکھا تو گر کر بے ہوش ہو گئے اور جب آپ کو ہوش آیا تو آپ کی نگاہ تیس میل تک پتھر پر چلتی ہوئی چیونٹی بھی دیکھ لیتی مگر حضور نبی مکرم ﷺ نے معراج کی رات مقامِ قاب قوسین اودانی پر فائز ہو کر جمالِ حق کا براہِ راست نظارہ کیا اور گفتگو بھی ہوئی، بے ہوش بھی نہ ہوئے، دشت بھی طاری نہ ہوئی بلکہ خالق اور مخلوق کہ دونوں کمانیں آپس میں یوں ملیں کہ قرب اور بعد کی حدیں ہی ختم ہو گئیں۔

﴿وَلَا خَيْرَ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى﴾ بھی رفعتِ ذکر کا ایک نظارہ ہے : اے محبوب ! آپ کی آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔ آپ پر آپ کے رب کے لطف و کرم اور انعام و احسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ ہر آنے والی ساعت گزری ہوئی ساعت سے، ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑیوں سے، ہر آنے والی حالت گذشتہ حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ، بہتر سے بہتر، اور ارفع سے ارفع ہوگی۔ اس ایک جملہ نے اسلام کے درختاں مستقبل کے بارے میں نوید جانفزاسنادی۔ دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور کا تصور کیجئے جس میں یہ سورت نازل ہوئی۔ گنتی کے چند افراد نے اس دینِ حق کو قبول کیا تھا۔ باقی تمام اہل مکہ حضور کے خون کے پیاسے تھے۔ انہوں نے عزمِ مصمم کر لیا تھا کہ اسلام کے چراغ کو بجھا کر رہیں گے تو حید کا یہ گلشن جو مصطفیٰ لگا رہے ہیں اس کا ایک ایک پودا جڑ سے اکھیڑ پھینکیں گے۔ اُس وقت کون یہ خیال کر سکتا تھا کہ یہ دین چند سالوں میں اتنی ترقی کر جائے گا کہ سارا جزیرہ عرب اس کے نور سے جگمگانے لگے گا۔ اس نبی مکرم کو

اللہ تعالیٰ وہ عزت و سروری اور شانِ محبوبی عطا فرمائے گا کہ آج جو خون کے پیاسے ہیں کل اشارۂ ابرو پر اپنی جانیں قربان کرنا سعادت سمجھیں گے اور حضور کے وضو کا پانی نیچے نہیں گرنے دیں گے اس کو اپنے چہروں اور سینوں پر مل لیں گے۔ قال ابن عباس أرى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مايفتح الله على امته بعده بسر بذلك ونزل جبرئيل بقوله وللآخرة خير لك من الاولى' یعنی حضور ﷺ کے بعد اُمت جو فتوحات کرے گی وہ سب کی سب حضور ﷺ کو دکھائی گئیں جسے دیکھ کر حضور بہت مسرور ہوئے۔ اسی وقت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے وللآخرة خير لك من الاولى' یعنی ہماری نوازشات صرف ان فتوحات ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپ کی ہر آنے والی شان پہلی شان سے اعلیٰ و بالا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کا یہ کہنا کہ محمد (ﷺ) کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے غلط ہے کیونکہ میں تو بعد میں آنے والی ہر گھڑی میں آپ کے ذکر کو بلندی عطا کرنے والا ہوں۔ یہاں مفسرین کرام نے یہ معنی لکھا ہے کہ آخرت آپ کے حق میں دُنیا سے بہتر ہوگی وہاں انہوں نے اس کا یہ معنی بھی بیان کیا ہے کہ ہر آنے والا وقت آپ کی بلندی کا دور ہوگا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ یہی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں : للآخرة اى الحالة الآخرة خير لك من الاولى' نهاية امرك خير من بداية' یعنی لاتزال تتصاعد فى الرفع والكمال (تفسیر مظہری) آپ کی ہر دوسری گھڑی پہلی سے بہتر اور آپ کا بعد کا معاملہ پہلے سے کہیں بہتر یعنی آپ کے مراتب رفیعہ میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہے گی۔

ہمیشہ سے اُمت مسلمہ میں وسیع پیمانے پر محافل میلاد و نعت کا انعقاد اور آپ کی آمد کی خوشی میں جشن، جلوس یہ سب اللہ تعالیٰ کے وعدے کا اظہار ہے یہ سلسلہ روز بروز ترقی افزوں ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ رفعتِ ذکر کی مختلف صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں : املاء العالم من اتباعك كلهم يثنون عليك ويصلون عليك ويحفظون سنتك فالقراء يحفظون الفاظ منشورك والمفسرون يفسرون معاني فرقانك والوعاظ يبلغون وعظك بل العلماء والسلطين يصلون الى

خدمتك ويسلمون من وراء الباب عليك ويسحون وجوههم بتراب روضتك ويرجون شفاعتك فشفرك باقى الى يوم القيامة (تفسیر کبیر) یہ کائنات تیرے ایسے غلاموں سے بھر جائے جو تمام کے تمام آپ کی تعریف اور آپ کی بارگاہِ اقدس میں درود و سلام عرض کرتے رہیں گے اور آپ کی سنتِ مبارکہ کے محافظ ہوں گے۔ قراء آپ کے منشور کے الفاظ کی حفاظت کریں گے۔ مفسرین معانی قرآن واضح کریں گے، مبلغین آپ کی تبلیغ کے امین ہوں گے بلکہ تمام علماء و سلاطین آپ کی بارگاہِ عالیہ میں درود عرض کریں گے اور آپ کی مبارک چوکھٹ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کریں گے اور آپ کے روضہ مبارک کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنائیں گے اور آپ کی شفاعت کے امیدوار ہوں گے اسی طرح آپ کا شرف تا قیامت باقی رہے گا۔

اسی رفعتِ ذکر کا مظاہرہ ساری کائنات نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، دیکھ رہی ہے اور مستقبل میں اس سے کہیں بڑھ کر دیکھے گی۔

جو دین حضور ﷺ لے کر آئے ہیں وہ باطل سے مغلوب نہیں رہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اپنی فطری توانائیوں سے ساری طاغوتی قوتوں کو سرنگوں کر دے گا۔ یہ غاروں میں چھپ کر اور گوشہ نشینی میں زندگی گزارنے والوں کا دین نہیں، یہ کشاکشِ حیات سے دامن بچا کر گنجِ عافیت میں زندگی بسر کرنے والوں کا دین نہیں۔ کسی مصلحت کے پیش نظر باطل سے منہ امت و مصلحت کرنے والوں کا دین نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے شیروں کا دین ہے جو گرجتے ہیں تو باطل کے روٹکے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ ان عقابوں اور شاہینوں کا دین ہے کہ جب وہ پدگشا ہوتے ہیں تو قضا کی پہنائیاں سمٹ کر رہ جاتی ہیں۔ یہ ان بہادروں اور جوانمردوں کا دین ہے جو زندگی کی کشتی کو حادثات کے طوفانوں میں کھیلنا جانتے ہیں۔ (تفسیر فیاء القرآن)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ اس دین کو تمام مروجہ ادیان، مذاہب اور نظام ہائے حیات پر غلبہ بخشنے گا۔ اس وعدہ کو پورا کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ عہد رسالت میں ہی اسلام کا پرچم مکہ پر لہرانے لگا جو کفر و شرک کا مرکز تھا۔ خلافتِ راشدہ میں ایشیاء اور افریقہ کے بڑے اعظموں میں اس کی عظمت کے ڈکے بجنے لگے۔ شرق و غرب میں کلمہ تو حید کی

صدائیں بجے لگیں۔ اسلام کے خلاف شرک و کفر نے سر جوڑ کر علانیہ مقابلے بھی کئے ہیں اور سازشوں کے خطرناک جال بھی بچھائے ہیں لیکن اسلام کا نور درخشاں ہی رہا اور رہے گا۔ اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی ہی رہی اور بڑھتی ہی رہے گی۔ خداوند عالم کا یہ وعدہ ہے کہ دُنیا کی کوئی طاقت نبوتِ مصطفویٰ کے آفتابِ جہانِ تاب کو گرہن نہیں لگا سکتی۔

دنیا میں ہمارے لئے بلندی ہے یعنی اہل ایمان کا گروہ ہی وہ تنہا گروہ ہے جسے بلندی عطا کی گئی ہے۔ فکر کی بلندی اسی کو عطا ہوئی ہے۔ حقیقی علم و حکمت اسی گروہ کے حصہ میں آئی ہے۔ عزم و حوصلہ بھی صحیح معنوں میں اسی گروہ کو عطا ہوا ہے۔ اخلاق و کردار کی بلندی بھی اسی گروہ کی نمایاں خصوصیات ہے۔ حالات خواہ کیسے ہی مشکل اور تکلیف دہ کیوں نہ ہوں، کوئی طاقت بھی اس سے بلندی کو چھین نہیں سکتی۔ اس کی رفعت و بلندی کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ تنہا یہی گروہ دنیائے انسانیت کی رہنمائی کے منصب پر فائز کیا گیا ہے۔ مشکلات و مصائب سامنے ہوں یا اقتدار کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی سے منہ موڑ کر یہ گروہ اپنے کو پستی میں نہیں گرا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس لئے بھیجا کہ وہ تمام آسمانی اور نفسانی دینوں کے بانیوں پر غالب کرے۔ ہمیشہ غالب رکھے کہ اُن کا چرچہ اُن کے محامدان کی نعمتیں، تمام دینوں کے پیش و اُوں پر غالب رہیں۔ آج بھی قرآن تمام دینی کتابوں پر، مسجدیں تمام دینی عبادت گاہوں پر، حضور ﷺ کا چرچا تمام دینی پیشواؤں پر غالب ہے جو آج بھی دیکھا جا رہا ہے۔ مسجد اور گرجا اور مندر کا مقابلہ کرو، تو مسجد روزانہ پانچ مرتبہ آباد ہوتی ہے۔ گرجا ہفتہ میں ایک مرتبہ یعنی اتوار کو۔ مندر روزانہ بعد مغرب، وہ بھی آباد نہیں ہوتا۔ ایک دو آدمی آکر گھٹنہ وغیرہ بجا دیتے ہیں۔ قرآن کی قرأت، کتابت، زیر، زبر، پیش، ایک ایک کلمہ محفوظ ہے مگر انجیل اور تورات اور وید دُنیا سے غائب ہو چکے ہیں۔ انجیل اصل حالت میں باقی نہیں ہے بلکہ اُس کے کئی ترجمے ہیں اور ہر ترجمہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف بلکہ متضاد ہے۔

جس قدر تفسیریں قرآن کی ہیں اور جو قرأتیں اس کتاب اللہ کی ہیں وہ کسی کی نہیں ہیں، قرآن کے حافظ ہر شہر میں ملیں گے۔ اگر ایک جلسہ میں کوئی شخص ایک آیت کا ایک زبر بھی غلط

پڑھ دے تو فوراً لوگ اُس غلطی کو پکڑتے ہیں۔ مگر دوسری کتابوں کا کوئی بھی حافظ نہیں ہے۔۔۔ آج دنیا میں حکومت دوسری قوموں کی ہے مگر چونکہ قرآن عربی میں آیا ہے تو اب بھی ہر جگہ عربی جاننے والے موجود ہیں اگرچہ حکومت سے اس زبان کی کوئی سرپرستی نہیں ہے۔ حضور ﷺ کی سوانح عمری جس شان کی اسلام میں موجود ہے کہ ساری عمر شریف کی ہر حالت، گھر کی اور باہر کی زندگی، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، ہنسنا، رونا، کلام فرمانا، یہاں تک کہ سارے جسم پاک کا حلیہ شریف کہ داڑھی پاک میں کتنے بال سفید تھے، ایسی کسی مذہب کے پیشوا کی نہیں ہے۔ حدیث کیا ہے؟ حضور ﷺ کی سوانح عمری ہے، کسی بادشاہ، کسی معشوق، کسی پہلوان، غرض کہ کسی بھی دنیا کے شاندار انسان کی ایسی سوانح عمری نہ لکھی گئی۔

خُدا نے پاک توفیق دے کہ اس اسلام کی رسی کو مضبوط پکڑیں اگرچہ ذکرِ رسول سے جلنے والے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت و رفعت کو ناپسند کریں اور دبانے کی کوشش کریں۔

ہٹ گئے بیٹھے ہیں ہٹ جائیں گے اعداء تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا
اگر خوش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو تیرا خُسن ہو گیا محدود

وَاِخْرُجْ نَعُوْذًا اِلَى الْخَنْدَلِ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلِّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

سستی بہشتی زیور اشرفی : خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ.....

عورتوں کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا..... خواتین کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں صحیح عقائد اعلیٰ اخلاق اور نیک اعمال کا بے مثال مجموعہ..... کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے بہترین راہنما کتاب مشکل الفاظ اور فقہی اصطلاحات کے لئے انگریزی الفاظ کا استعمال

گلدستہ خواتین جس میں جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے..... زندگی و بندگی کے خصوصی مسائل کا خزانہ اعلیٰ معیار کی کتابت و طباعت کے ساتھ منظرِ عام پر آتے ہی مقبولیت حاصل کر چکی ہے